واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصة(القرآن)

من أهان سلطان الله في الأرض أهانه الله (الحديث)

يَجِبُ أَنْ يُعْرَفَ أَنَّ وِلايَةَ أَمْرِالنَّاسِ مِنْ أَعْظَمِ وَاجِبَاتِ الدِّينِ بَلْ لاقيَامَ للدين ولاللدنياإلَّا بِهَا (ابن تيميه)

www.KitaboSunnat.com

حکمران اور رعایا کے شرعی تعلقات

ابو عمر عبد العزیز النورستاني
الجامعة الاثرية جمکنی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: حکمران اور رعایا کے شرعی تعلقات

مصنف: ابو عمر عبدالعزیز النورستانی

طبع : اول

تعداد: 1000

ناشر: مکتبہ سلفیہ چمکنی پشاور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
24	حکمران اللہ تعالی کی طرف سے ایک "بڑی نعمت" ہے	1
32	رعایاپر حاکم وقت کی عزت و تکریم کرنا فرض ہے	2
39	رعایا پر لازم ہے کہ ہر حال میں اپنے حکمران کی اطاعت کریں	3
60	رعایاپر لازم ہے کہ وہ مثبت نتائج کیلئے اپنے حکام کی بہتری کیلئے دعا کریں	4
66	حکمرانوں کو علیحدگی میں نصیحت کرنی چاہیے	5
80	حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنا	6
85	ہر ایک ملک اور علاقے کے حکمران کی اطاعت ان کی عوام پر فرض ہے	7
91	عظیم فریضہ جہاد بھی حکمرانوں کی معیت میں کیا جائے گا	8
105	رمضان اور عید بھی حکمرانوں کے ساتھ ہی کرنا ہو گی	9
111	فرقہ واریت چھوڑ کر اپنی حکومت کے ساتھ متحد ہو جانا ضروری ہے	10

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الحمد لله، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أَعمالنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مسلمون {يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا } {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا , يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اما بعد: "فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار"

امن اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

{ أ وَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ }

وقال { أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ }

(اور یہ کفّار کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ حق کی پیروی کریں گے تو اپنی زمین سے اچک لئے جائیں گے) تو کیا ہم نے انہیں ایک محفوظ حرم پر قبضہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا ہے؟ جس کی طرف ہر شے کے پھل ہماری دی ہوئی روزی کی بنا پر چلے آرہے ہیں، لیکن ان کی اکثریت سمجھتی ہی نہیں ہے۔

انسانی معاشرے اور آبادی میں امن قائم کرنے کیلیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ فتنے قوت کے بغیر ختم نہیں ہوتے۔

لہذا قیام امن کیلئے ایک مطاع حاکم کی ضرورت ہے کہ معروف اور اچھے کاموں میں اسکی اطاعت کی جائے، اوراگر حاکم اللہ کی معصیت پر مجبور کرے تو اس معصیت سے اپنے آپکو بچاناچاہیے، اگرچہ جان ہی کیوں نہ دیناپڑے۔

مگر حاکم کی اطاعت سے نہیں نکلناچاہیے، اور یہ سبق ہمیں اپنے اسلاف نے سکھایاہے۔

چنانچہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے شورش کے دور میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی آئے اور کہنے لگے:

لوگ ضائع ہوگئے، آپ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھی ہیں، تو آپ کو خروج کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟

ابن عمر رضی اللہ عنہمانے جواب دیا:

مجھے بغاوت سے یہ بات روکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام کردیاہے۔(اس وجہ سے میں بغاوت نہیں کرتا) تو وہ کہنے لگے:

{أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ : {وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ} فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ، وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللهِ.) (1)

---

(1)صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (6 / 32) كتاب بدء الوحى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا کہ اس وقت تک ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا:
ہم اس لیے لڑے تا کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین اللہ کیلئے ہو جائے اور تم اس لیے لڑتے ہو کہ فتنہ برپا ہو اور دین غیر اللہ کیلئے ہو جائے۔
اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بغاوت کو فتنے سے تعبیر کیا اور اس لڑائی کو غیر اللہ کی لڑائی قرار دے کر اس لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے۔
اسی طرح ابن الاشعث کے فتنے کے وقت بلوائی حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آئے (حسن بصری رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی بڑے محدث اور فقیہ تھے) کہنے لگے:

ماتقول في هذه الطاغية(الحجاج) سفك الدم الحرام وترك الصلاةوفعل وفعل....فقال الحسن ارى الا تقاتله فانها ان تكن عقوبة الله فما انتم برادي عقوبة الله باسيافكم وان يكن بلاء فاصبروا حتى يحكم الله وهو خير الحاكمين،فخرجوا من عنده وهم يقولون لانطيع هذ العلج(2)

کہ آپ اس سرکش حجاج کے بارے میں کیا کہتے ہیں، جس نے حرام خون بہایا اور نماز کو چھوڑ دیا اور اس نے یہ یہ کام کیا؟
حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا میرا خیال (مشورہ) ہے کہ تم حجاج کیساتھ مت لڑو، کیونکہ یہ حجاج کا فتنہ اگر اللہ کا عذاب ہے تو تم اس عذاب کو اپنے تلواروں سے نہیں ٹال سکتے۔

---

(2) سيرة العلماء عند الفتن ص 41 طبقات الكبرىٰ لابن سعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اگر آزمائش ہے تو اللہ کے فیصلے تک صبر کرو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

یہ بات سن کر بلوائی حسن بصری رحمہ اللہ کے گھر سے نکلے اور کہنے لگے کہ ہم اس عجمی کافر کی بات نہیں مانتے۔

ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ایہا الناس انه واللہ ما سلط اللہ الحجاج علیکم الا عقوبةفلا تعارضوا عقوبة اللہ بالسیف ولکن علیکم با السکینة والتضرع فان اللہ تعالی قال: وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ (3)

اے لوگو! بات یہ ہے کہ اللہ نے حجاج کو تم پر بطور عذاب مسلط کیا ہے، لہذا اللہ کے عذاب کا مقابلہ تلواروں سے نہ کرو، لیکن تم اپنے اوپر سکون اور اللہ کے سامنے تضرع اور زاری اختیار کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

بیشک ہم نے انکو عذاب کیساتھ پکڑا تو انہوں نے نہ تو عاجزی کی اور نہ تضرع اور زاری کی۔

غور کیجئے! یہ ہے اسلاف کا طریق کار حکمرانوں کے ساتھ، حجاج اگرچہ سفاک تھا، کئی صحابہ وتابعین کا قاتل تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بارے میں فرمایا تھا:

---

(3) [المؤمنون : 76] تاریخ دمشق 177/12

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أنه سيخرج من ثقيف كذابان الآخر منهما شر من الأول وهو مبير (4)
عنقریب ثقیف قبیلے سے دو جھوٹے آدمی نکلیں گے دوسرا اول سے بدتر ہوگا وہ ہلاکت برپا کرنیوالا ہوگا،(اس سے مراد حجاج الثقفی ہے)۔

(مبير)أي مسرف فى إهلاك الناس،
وہ لوگوں کے قتل اور ہلاک کرنے میں بہت زیادتی کرنے والا ہوگا۔

چنانچہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کو باندھ کر قتل کیا تھا۔ اوراس نے یہ ظلم کسی لڑائی میں یا کسی غلطی کی وجہ سے نہیں کیا، بلکہ صرف اپنی دھاک بٹھانے کی خاطر اس نے یہ ظلم ڈھایا۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو تخابثت الأمم وجئنا بالحجاج لغلبناهم ما كان يصلح لدينا ولا آخرة(5)

اگر ہم تمام دنیا کی خباثتوں کے سامنے حجاج لائیں گے تو ہم سب پر غالب ہو جائیں گے، وہ نہ دنیا کے لیے کار آمد تھا اور نہ آخرت کیلئے۔

اسی طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فى ثقيف كذاب ومبير رواه الترمذى(6)

---

(4)مسند أحمد بن حنبل - (6 / 351)

(5)الوافي بالوفيات - (4 / 88) (6)ترمذی رقم الحديث (3944)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثقیف میں کذاب اور مبیر (بہت زیادہ خون خرابہ اور فتنہ برپا کرنے والا) ہو گا۔

پھر بھی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امیر مبیر کی اطاعت سے مت نکلنا، کیونکہ حاکم کے خلاف نکلنا شر ہے اور مسلمانوں کے خون بہانے کے مترادف ہے۔

حکمرانوں کے خلاف خروج کے بہت بدترین نتائج ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(1) عبادات اور احکامات الٰہی سے اعراض

بلوائیوں کی توجہ اللہ اور عبادات سے ہٹ جاتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے"

عن معقل بن يسار رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال العبادة في الهرج كهجرة إلي

معقل بن یسار رضي اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قتل و قتال کے وقت عبادت کرنے کا ثواب اتنا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا ہے (7)

(2) لوگوں کی توجہ علم اور علماء سے ہٹ جاتی ہے

(7) مسلم 2948

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يجل كبيرنا و يرحم صغيرنا ! و يعرف لعالمنا حقه(8)

عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی اور چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے عالم کے حق کو نہیں پہچانا۔

(3) بلوائی بیوقوف اور لاعلم اور اللہ کے دین سے ناخبر لوگ ہوتے ہیں

جن کے پاس جوش ہوتا ہے ہوش نہیں ہوتا ہے یہ ایسے لوگوں کو شکار بناتے ہیں اس لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

والفتنة إذا وقعت عجز العقلاء فيها عن دفع السفهاء فصار الأكابر رضي الله عنهم عاجزين عن إطفاء الفتنة وكف أهلها وهذا شأن الفتن كما قال تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة وإذا وقعت الفتنة لم يسلم من التلوث بها إلا من عصمه الله (9)

فتنہ جب درپیش ہو جاتا ہے تو سمجھدار لوگ بے وقوفوں کو روکنے سے عاجز آتے ہیں تو بڑے لوگ اس فتنے کو بجھانے اور اہل فتنے کو روکنے سے عاجز آتے ہیں یہی فتنوں کی حالت ہوتی ہے " اللہ تعالی نے فرمایا اس فتنے سے ڈرو کہ وہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہیں پہنچے گا بلکہ اس کے لپیٹ میں ہر خاص وعام آئیں گے۔

---

(8) مسند أحمد بن حنبل - (5 / 323 مجمع الزوائد ومنبع الفوائد . محقق - (1 /153)
رواه أحمد والطبراني في الكبير وإسناده حسن. صححه الالبانی فی الجامع الصغير من حديث البشير النذير -(2 / 257

(9) منهاج السنة (187/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(4)حاکم کے خلاف خروج کا نتیجہ نہایت برا ہوتا ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قل من خرج على امام ذ ی سلطان الا کان ما تولدمن فعله من الشر اعظم مما تولد من الخير ، (10)

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی طاقتور حاکم کے خلاف خروج کرتے ہیں تو اس کے اس ارتکاب سے جو شر پیدا ہوتا ہے وہ بہت بڑا ہوتا ہے اس کے خیر سے۔ کیونکہ وہ نہ دین کو قائم رکھ سکتے ہیں نہ دنیا کو باقی رکھ سکتے ہیں۔

(5)جو بھی اس فتنہ خروج میں ملوث ہوتا ہے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے

عبداللہ بن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان مسلم بن يسار عند الناس ارفع من الحسن البصري فلما وقعت الفتنة خف مسلم فيها وابطا عنها الحسن فاما مسلم فانه اتضع اي عند الناس واما الحسن فانه ارتفع .

مسلم بن یسار لوگوں کے نظروں میں حسن بصری سے زیادہ عزت والے اور بلند تھے جب فتنہ واقع ہوا تو مسلم اس میں کود پڑا اور حسن بصری رحمہ اللہ پیچھے ہٹ گئے تو مسلم بن یسار نظروں سے گر گیا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے عزتوں سے نوازا۔(11)

([10]) منہاج السنة (122/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(6) حق وباطل کی تمیز نہیں ہوتی۔

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم والذي نفسي بيده لا تذهب الد نيا حتى يأتي على الناس يوم لا يدري القاتل فيما قتل ولا المقتول فيم قتل فقيل كيف يكون ذلك ؟ قال الهرج القاتل والمقتول في النار (12)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ا للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا ختم نہیں ہو گی جب تک کہ لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ جس میں قاتل کو پتہ نہیں ہو گا کہ میں نے یہ قتل کیوں کیا اور نہ مقتول کو یہ پتہ ہو گا کہ مجھے کس وجہ سے قتل کیا گیا۔

علي رضي اللہ عنہ نے فرمایا:

أيها الناس، إن الفتنة إذا أقبلت شبهت، وإذا أدبرت تبينت، وإن هذه الفتنة الباقرة لا يدرى من أين تأتي، ولا من أين تؤتى، شيموا سيوفكم، وانزعوا أسنة رماحكم، واقطعوا أوتار قسيكم، والزموا قعور البيوت، أيها الناس، إن النائم في الفتنة خير من القائم، والقائم خير من الساعي).الباقور: يعني أنها مفسدة للدين ومفرقة بين الناس ومشتتة أمورهم.(13)

([11]) تاريخ دمشق

([12])صحيح مسلم . تحقيق عبد الباقي - (4 / 2231)

(13)الأخبار الطوال للدينوري 282 - (1 / 145)

السلسة الضعيفة - (12 / 527 أخرجه تسعة من الحفاظ من طرق عن ابن المبارك به قال الالبانى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے لوگوں فتنہ جب سامنے آتا ہے (جب ابتدا ہوتا ہے) تو مشتبہ ہوتا ہے اور جب ختم ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے (کہ یہ فتنہ تھا) بیشک یہ فتنہ فساد پھیلانے والی چیز ہے پتہ نہیں ہوتا ہے کہ کہاں سے آتا ہے نا اور نہ یہ کہ کہاں سے لایا جاتا ہے ، اپنے تلواروں کو کانٹوں میں ڈالو اور اپنے تیروں سے لوہے کو نکالو اور اپنے کمانوں سے تانتوں کو توڑو اپنے گھروں میں رہنے کو لازم پکڑو، لوگوں فتنوں میں لیٹا ہوا شخص بہتر ہے کھڑا ہونے والے سے، اور کھڑا ہوا بہتر ہے بھاگنے والے سے (باقورہ) کا معنیٰ ہے دین کو فاسد کرنے والی، اور لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والے، اور لوگوں کے معاملات کو پراگندہ کرنے والے ہے

فتنوں میں نیا پودا اور نوجوان دھوکہ کھاتے ہیں نوجوانوں کو چاہیے کہ نعرہ بازیوں اور غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ علماء اور دانشمند لوگوں کی طرف رجوع کریں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْبركَة مَعَ أكابركم»(14)

برکت تمہارے بڑوں کیساتھ ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم کو کم درجے کے لوگوں سے تلاش کیا جائے گا- **سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ**

حالانکہ فتنوں کے دور میں بابصیرت علماء سے جڑ جانا چاہیے جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "الفتنۃ اذا اقبلت عرفھا کل عالم،واذا ادبرت عرفھا کل جاھل"بخاری تاریخ کبیر (321/4)

(14) « الصحيحة » (1778).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فتنہ جب آتا ہے تو اس کو ہر عالم پہچانتا ہے۔ اور جب وہ فتنہ چلا جاتا ہے تو اس کو ہر جاہل بھی پہچان لیتا ہے

آج اس حدیث کے مصداق بعض جذباتی اور فتنہ باز نوجوان ہے جو بڑے بڑے کبار علماء جیسا کہ شیخ ابن باز شیخ البانی شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہم اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کو چھوڑ کر غیر معروف لوگوں سے تعلق اور روابط رکھتے ہے اور ان سے اپنی خواہش نفس کے مطابق فتوے طلب کرکے مسلمانوں کے اندر فساد برپا کرتے ہیں۔

قیس بن عاصم السعدي رضی اللہ عنہ کی وصیت:

فلما حضره الموت جمع بنيه فقال يا بني خذوا عني فإنكم لن تأخذوا عن أحد هو أنصح لكم مني لا تنوحوا علي فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينح عليه وقدسمعت النبي صلى الله عليه وسلم ينهى عن النياحةوكفنوني في ثيابي التي كنت أصلي فيها وسودوا أكابركم فإنكم إذاسودتم أكابركم لم يزل لأبيكم فيكم خليفة وإذا سودتم أصاغركم هان أكابركم على الناس(15)

جب قیس رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو اپنے بچوں کو جمع کیا اور فرمایا میرے بچوں مجھ سے یہ وصیت لے لو (سنو) کیونکہ تم کسی ایسے شخص سے یہ وصیت نہیں لوگے (سنوگے) جو تمہارے لیے مجھ سے زیادہ خیر خواہ ہو ۔

1. میرے مرنے کے بعد مجھ پر نوحہ نہ کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نوحہ سے روکتے تھے۔
2. اور جن کپڑوں میں میں نماز پڑھتا تھا مجھے انہی کپڑوں میں کفنانا۔

---

(15)موسوعة التخريج - (1 / 12324) صحيح الادب المفرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

3. تم میں سے جو بڑا ہو اسکو اپنا سردار بناؤ اس لیے کہ جب تم اپنے بڑے کو اپنا سردار بناؤگے تو وہ تمہارے باپ کا خلیفہ بنے گا اگر تم اپنا سردار چھوٹے کو بناوگے تو تمہارے بڑے لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہونگے۔

(7)فتنوں سے ایمانی قوت اور دینی روابط کمزور ہو جاتا ہے اور لوگوں کے درمیان بغض، حسد اور کینہ بڑھ جاتا ہے۔

اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ العِلمَ كَثِيْرٌ، وَلَكِنْ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلقَى اللهَ خَفِيفَ الظَّهْرِ مِنْ دِمَاءِ النَّاسِ، خَمِيْصَ البَطنِ مِنْ أَمْوَالِهِم، كَافَّ اللِّسَانِ عَنْ أَعْرَاضِهِم، لاَزماً لأَمرِ جَمَاعَتِهِم، فَافعَلْ.(16)

علم کی باتیں بہت ہیں لیکن آپ اگر یہ کام کر سکتے ہو کہ اللہ تعالی کو اس حال میں ملو کہ لوگوں کے خون سے ہلکا اور لوگوں کے مالوں سے بھوکا اور ان کی عزتوں کے متعلق زبان درازی نہ کرنے والا اور مسلمانوں کی جماعت سے چمٹنے والے ہو تو ایسا کر لینا۔

(8)فتنوں کے نتیجہ میں مسلمانوں کا خون سستا ہو جاتا ہے

لوگ خون بہانے سے کسی قسم کا دریغ نہیں کرتے، اور ایک دوسرے کے خون بہانے کو حلال سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے آخر میں ندامت اور حسرت ان کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

([16])سیر أعلام النبلاء - (3 / 222)تاریخ دمشق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایوب سختیانی فرماتے ہیں:

الذين خرجوا مع ابن الاشعث فقال لا اعلم احدا منهم قتل الا رغب له عن مصرعه ولا نجا احد منهم الا حمد الله الذي سلمه وندم على ماكان منه(17)

جن لوگوں نے ابن الاشعث کیساتھ حجاج کے خلاف خروج کیا تھا میں نہیں جانتا ان میں سے کسی بندے کو بھی جو قتل کیا گیا مگر اس کے قتل کو ناپسند ہی کیا گیا اور نہ ہی میں کسی ایسے بندے کو جانتا ہوں جو بچ گیا پھر وہ قتل نہیں ہوا مگر وہ شرمندہ تھا جو کچھ اس سے صادر ہوا تھا۔

قال مالك بن دينار لقيت معبد الجهني بمكة بعد ابن الاشعث وهو جريح وقد قاتل الحجاج في المواطن كلها فقال:لقيت الفقهاء والناس فلم ار مثل الحسن يا ليتنااطعناه كانه نادم على قتل الحجاج(18)

مالک بن دینار نے کہا کہ میں مکہ میں معبد جہنی سے ابن الاشعث کے فوت ہونے کے بعد ملا اس حال مین کہ وہ زخمی تھا اور حجاج کے خلاف اس نے ہر جگہ لڑائی کی تھی تو اس نے کہا کہ میں فقہاء اور لوگوں سے ملا تو میں نے حسن بصری جیسا کوئی نہیں دیکھا کاش کہ ہم اس کی اطاعت کرتے۔ گویا کہ وہ حجاج کے خلاف قتال پر پشیمان تھا

(9)فتنوں میں امن درہم برہم ہو جاتا ہے۔

امن بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

---

(17)الطبقات الكبرى 187/7 تاريخ اسلام 906/2

(18(تاريخ الإسلام للإمام الذهبي - (6 / 202))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْف،(19)

وہ ذات جس نے ان کو بھوک سے کھانا کھلایا اور ان کو خوف سے امن دیا

(10) فتنوں میں اہل باطل اپنے باطل پھیلانے پر دلیر ہوتے ہیں۔

اس لیے کہ لوگوں کیلئے کجروی کے راستے کھل جاتے ہیں خواہ عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے ہو یا اخلاق کے لحاظ سے۔

(11) مسلمانوں کے آپس میں فتنوں کی وجہ سے اسلام دشمن عناصر مسلمانوں پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

جب اہل حق کے درمیان آپس میں قتل و غارت گری ہوتی ہے تو دشمنان اسلام اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا:

ولَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِين (20)

اور آپس میں مت لڑو، پس تم بزدل ہو جاؤ گے، تمہاری ہوا برقرار نہیں رہے گی ۔(لہذا) تم صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فتنے برپا ہونے کی پیشینگوئیاں

فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

---

(19)[قریش : 4]

(20)[الأنفال : 46]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً، اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْبه(21)

عنقریب فتنے برپا ہونگے، ان میں بیٹھا ہوا شخص بہتر ہو گا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا بھاگنے والے سے جو بھی اس فتنے کے طرف جھانکے گا تو وہ فتنہ اس کیطرف جھانکے گا پس جو آدمی چھپنے اور پناہ لینے کے جگہ پائے تو وہ پناہ لے لے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتَنٌ أَلاَ ثُمَّ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِى فِيهَا وَالْمَاشِى فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِى إِلَيْهَا أَلاَ فَإِذَا نَزَلَتْ أَوْ وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ ». قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِبِلٌ وَلاَ غَنَمٌ وَلاَ أَرْضٌ قَالَ « يَعْمِدُ إِلَى سَيْفِهِ فَيَدُقُّ عَلَى حَدِّهِ بِحَجَرٍ ثُمَّ لْيَنْجُ إِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ». قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أُكْرِهْتُ حَتَّى يُنْطَلَقَ بِى إِلَى أَحَدِ الصَّفَّيْنِ أَوْ إِحْدَى الْفِئَتَيْنِ فَضَرَبَنِى رَجُلٌ بِسَيْفِهِ أَوْ يَجِىءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِى قَالَ « يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ وَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ».(22)

بات یہ ہے کہ عنقریب فتنے ہونگے، خبر دار اسمیں بیٹھا ہوا شخص بہتر ہو گا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا اس کیطرف

---

(21)صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (9 / 64)

(22) صحيح مسلم . موافق للمطبوع - (8 / 169)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بھاگنے والے سے خبر دار جسکے اونٹ ہوں تو وہ اپنے اونٹوں سے جا ملے جس کے بکریاں ہوں تو اپنے بکریوں سے جا ملے اور جسکی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں جا کر بیٹھ جائے، ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا یہ بتایئے اگر کسی کے نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں اور نہ زمین ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا اپنے تلوار کو لیکر پتھر پر دے مارے (تلوار کو توڑ کر بیٹھ جائے) پھر فتنوں سے اپنے آپ کو بچائے اگر بچا سکتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں نے بات پہنچائی، اے اللہ میں نے بات پہنچائی، اے اللہ میں نے بات پہنچائی، ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کوئی مجھ پر زبر دستی کر کے دونوں لڑنے والوں کی صفوں (جماعتوں) میں سے کسی ایک کیساتھ کھڑا کر دے اوراس دوران کوئی آدمی آکر تلوار سے مار کر قتل کر دے تو؟ یا کہیں سے کوئی تیر آکر مجھے قتل کر دے تو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی اپنے اور تیرے گناہوں میں ملوث ہو کر جہنم میں جائیگا۔

رسول اللہ ﷺ خود بھی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی پناہ مانگنے کی ترغیب دلاتے تھے:

"تعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن، قالوا: نعوذ بالله من الفتن ما ظهر منها ومابطن"

اللہ سے پناہ مانگو ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمانے لگے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں "[23]

(23)(سلسلةالأحاديث الصحيحة وشيءمن فقهها وفوائدها ج1 ص294)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ وسلم نے ان فتنوں کا اور انکے وقت کا تعین بھی کیا کہ یہ فتنے کب آئیں گے:

"عَنْ حُذَيْفَةَقَال كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ أَنَا كَمَاقَال قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْعَلَيْهَا لَجَرِيءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَاالصَّلَاةُوَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هَذَاأُرِيدُ وَلَكِنْ الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْر قَال لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ أَيُكْسَرُ أَم يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ إِذًالَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْنَا أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كمَاأَنَّ دُونَ الْغَدِاللَّيْلَةَإِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَاأَنْ نَسْأَل حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَامَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ"[24]

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنوں کے متعلق کوئی فرمان یاد ہو۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا:

مجھے یاد ہے ویسے ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آپ تو بڑے جرأت مند ہو۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کا فتنہ اس کے گھر میں، مال میں اور اولاد میں ہے۔ اور اس کا کفارہ نماز، روزہ، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

---

(24)[صحيح البخاري ج1 ص111]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا یہ ارادہ نہیں تھا، وہ فتنے بتاؤ جو سمندر کی لہروں کی طرح اچھلتے ہوں۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے امیر المؤمنین آپ ان سے مت ڈرو کیونکہ ان کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ تو آپ فرمانے لگے کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ فرمایا توڑا جائے گا، پھر وہ کبھی بند نہیں ہو گا، تابعین نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں اس طرح جانتے ہیں جیسے رات کے بعد دن کا یقین ہے۔

مسروق تابعی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ فتنوں کا سدباب کرنے والے عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی شہادت کے بعد فتنے اٹھنے شروع ہو گئے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنے پیدا ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ وہ شہید کیے جائیں گے۔

"ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقال یقتل فیہا ہذا مظلوما لعثمان"(25)

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا تو فرمایا ان فتنوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلومانہ شہید کیا جائے گا۔ اور یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اصلی وجہ اور سبب بھی بغاوت تھی۔

ان فتنوں کا بانی ابن سبا یہودی تھا، اور جانتے ہیں کہ وہ کون تھا؟

---

(25)[سنن الترمذي هذاحديث حسن]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن عساکر فرماتے ہیں:

"عبد الله بن سبأ الذي ينسب إليه السبيئة-وهم الغلاة من الرافضة، وأصله من أهل اليمن، كان يهودياً ،وأظهر الإسلام ،وطاف بلاد المسلمين، ليلفتهم عن طاعة الأئمة ويدخل بينهم الشر، وقد دخل دمشق لذلك في زمن عثمان بن عفان رضي الله عنه"(26)

عبداللہ بن سبا جس کی جانب سبائی فتنہ کی نسبت کی جاتی ہے، یہ غالی قسم کا رافضی تھا، یمن کا رہنے والا تھا اور یہودی تھا، پھر اسلام کا اظہار کرنے لگا، اور مسلمان ممالک میں پھرتا رہا، تاکہ ان کو حکمرانوں کی اطاعت سے منحرف کرے اور ان میں شر پھیلائے، اور اس مشن کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دمشق آگیا تھا۔ وہ اپنے حکام کے عیوب کے بارے میں کتابیں لکھتے تھے، کہ تم اپنے حکام کے خلاف طعن و تشنیع سے ابتداء کرو، اور لوگوں کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار کرو، اس کے ساتھ تم لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو، اور پھر ان لوگوں کو ان (حکمرانوں کے خلاف طعن و تشنیع) کا حکم دو... چنانچہ اس نے اپنے داعی بھیجے اور شہروں میں جو فساد پھیلانا چاہتے تھے انکو خطوط لکھے اور خفیہ طور پر انھیں اس چیز کی دعوت دو جس پر ان کی رائے ہے اور امر بالمعروف کا اظہار کرو۔ اس نے مختلف شہروں میں خطوط لکھے جس میں وہ اپنے حکمرانوں کے عیوب لکھتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس فتنے کا بانی رافضی تھا اور آج جتنے بھی خوارج اس دنیا میں موجود ہیں اور مسلم حکمرانوں کے باغی گروہ ہیں ان کی مکمل حمایت اور مدد روافض ہی کرتے ہیں۔

---

(26)ابن عساكرفي (تاريخ دمشق)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب اول

حکمران اللہ تعالی کی طرف سے ایک "بڑی نعمت" ہے۔

کسی بھی علاقے اور ملک میں ایک حکمران کا ہونا بہت بڑی نعمت ہے نگران یا نظم نہ ہونے کی صورت میں جو بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس کی مثال آپ دیکھ سکتے ہیں، مثلاً عراق، افغانستان، شام وغیرہ میں۔ جب حکمرانوں کے خلاف بغاوتیں رونما ہوئی تو حالات آپ کے سامنے ہیں کتنے لاکھ لوگ شہید ہوئے اور کتنے لوگ بے گھر ہو کر مہاجر ہوئے کتنی ہی بستیاں اجڑ گئیں گھر مسمار ہوئے۔ حدیث شریف میں آتا ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں تلوار کا استعمال شروع ہو جائے گا تو قیامت تک پھر تلوار چلتی رہے گی (ابوداؤد) اسی لیے شریعت اسلامیہ نے مسلم حکمران کے خلاف خروج اور بغاوت کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے اور مسلم حکمرانوں کو خلاف خروج کو بلکل حرام قرار دیا ہے!

اگر ہم پاکستان میں محفوظ ہیں تو اس کی اصل وجہ اول اللہ تعالی کا فضل پھر حکمران اور فوج اور باقی سرکاری اداروں کا کنٹرول ہے۔

نگران اور حکمران کے ہوتے ہوئے عوام کئی ایک معاملات سے بے فکر امن و سکون سے اپنی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ حکمران کا ہونا زمین والوں پر اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی تائید اللہ رب العزت کے فرمان سے بھی ملتی ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

{وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ} سورۃ المائدہ آیت نمبر (20)

"اور جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم، اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب اس نے تم میں سے انبیاء بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔"

گذشتہ ادوار میں اس کی کئی ایک مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ موسی علیہ السلام کے دور نبوت کے بعد جب ملوکیت نہیں تھی، بنی اسرائیل پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے تھے، تو تب ہی بنی اسرائیل نے اپنے دور کے نبی سے ایسا ہی مطالبہ کیا تھا کہ ہمارا کوئی حکمران اور نگران مقرر کر دیجیے۔

فرمان باری تعالی ہے:

{أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ}(27)

"(اے نبی) ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم اللہ کے راستے میں لڑیں۔

اسی طرح جب داوٗد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا جس کے بعد اللہ نے داوٗد علیہ السلام کو حکومت عطا فرمائی اور اسے انعام قرار دیا۔ فرمان باری تعالی ہے:

{وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ}(28)

---

(27)[البقرة: 246

(28)[البقرة: 251]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو اللہ تعالی نے (داؤد علیہ السلام کو) بادشاہی اور دانائی عطا کی۔"

اسی طرح خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ملوکیت اور بادشاہت کو رحمت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں یوں مروی ہے:

"أول هذا الأمر نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون ملكا ورحمة "[29]

"اس دین کی ابتداء نبوت اور رحمت سے ہوئی، اور پھر اسکے بعد خلافت اور رحمت ہوگی ، پھر اس کے بعد بادشاہت اور رحمت ہوگی۔" اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حکومت کو بھی خلافت کے بعد رحمت قرار دے دیا ہے

اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(إن الله ليزع بالسلطان ما لا يزع بالقرآن[30]

یقینا اللہ عزوجل حکمران کے ذریعے مجرموں کو ایسے ایسے روکتا ہے جو صرف قرآن کے ذریعے سے نہیں روکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے:

لابد للمسلمين من حاكم،أتذهب حقوق الناس؟وقال أيضاًوالفتنة إذا لم يكن إمام يقوم بأمر الناس [31]

(29)الصحيحة: 3270

(30)موسوعةالألباني والبدايةوالنهايه ,التمهيدلمافي الموطأمن المعاني والأسانيد ج1 ص 118

(31) أخرجه الخلال في (السنة،81/1

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے لیے حاکم ضروری ہے ورنہ لوگوں کے حقوق ضائع ہوں گے، جب ایسا حاکم نہ ہو کہ لوگوں کو کنٹرول کرے۔ فتنہ برپا ہو گا۔

مامون کے زمانے میں جب خلق قرآن کا فتنہ پیدا ہوا اور اس میں مختلف واقعات پیش آئے، امام احمد بن حنبل اس شرعی قاعدے اور اپنے وسیع تجربہ کو لے کر چلے، چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: امام مروزی ان سے روایت کرتے ہیں کہ: مسلمانوں کیلئے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے کیا لوگوں کے حقوق ایسے ہی رائیگاں جائیں گے۔ اور اسی طرح کہا: جب لوگوں کا حاکم نہیں ہوتا تو فتنہ ہی لوگوں کو حکم دیتا ہے۔

امام مالک اور امام ثوری رحمہا اللہ یہی بات واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سلطان جائر سبعين سنة خير من أمة سائبة ساعة من نهار"[32]

حکمران کے بغیر ایک گھڑی گزارنے سے، ستر سال ظالم حکمران کی معیت میں رہنا بہتر ہے۔

اور اسی طرح عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سلطان غشوم ظلوم خير من فتنة تدوم[33]

وقال بعضهم: سمعت عمرواً يقول: سلطان عادل خير من سلطان ظلوم، وسلطان ظلوم غشوم خير من فتنة تدوم، "[34]

(32) ترتيب المدارك وتقريب المسالك

(33)مختصر تاريخ دمشق - (6 / 130)

(34)تاريخ دمشق لابن عساكر(130/6) تاريخ اليعقوبي(197/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی ظالم و جابر حکمران دائمی فتنے سے بہتر ہے، بعض نے کہا کہ میں نے عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا کہ عادل بادشاہ ظالم بادشاہ سے بہتر ہے اور ظالم و جابر حکمران دائمی فتنے سے بہتر ہے"

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کسی معاشرے میں ایک حکمران یا نگران کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"يَجِبُ أَنْ يُعْرَفَ أَنَّ وِلَايَةَ أَمْرِ النَّاسِ مِنْ أَعْظَمِ وَاجِبَاتِ الدِّينِ ؛ بَلْ لَا قِيَامَ لِلدِّينِ وَلَا لِلدُّنْيَا إلَّا بِهَا . فَإِنَّ بَنِي آدَمَ لَا تَتِمُّ مَصْلَحَتُهُمْ إلَّا بِالِاجْتِمَاعِ لِحَاجَةِ بَعْضِهِمْ إلَى بَعْضٍ وَلَا بُدَّ لَهُمْ عِنْدَ الِاجْتِمَاعِ مِنْ رَأْسٍ وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْجَبَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنْ الْمُنْكَرِ وَلَا يَتِمُّ ذَلِكَ إلَّا بِقُوَّةٍ وَإِمَارَةٍ . وَكَذَلِكَ سَائِرُ مَا أَوْجَبَهُ مِنْ الْجِهَادِ وَالْعَدْلِ وَإِقَامَةِ الْحَجِّ وَالْجُمَعِ وَالْأَعْيَادِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ . وَإِقَامَةِ الْحُدُودِ لَا تَتِمُّ إلَّا بِالْقُوَّةِ وَالْإِمَارَةِ وَيُقَالُ سِتُّونَ سَنَةً مِنْ إمَامٍ جَائِرٍ أَصْلَحُ مِنْ لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ بِلَا سُلْطَانٍ "(35)

یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ عوام الناس کے معاملات کا کسی ایک کو نگران بنانا دین کی اہم واجبات میں سے ہے، بلکہ دین اور دنیا کا قیام اس کے بغیر ممکن ہی نہیں، کیونکہ لوگوں کے معاملات ایک دوسرے کے محتاج ہونے کی وجہ سے صرف اجتماعیت کے ساتھ ہی پورے ہوتے ہیں، اوراجتماعیت کیلئے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے اور اسی لئے کہ اللہ تعالی نے امر بالمعروف، نہی عن المنکر کوواجب قرار دیاہے اور اس کے لیے قوت اور حکومت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح باقی واجبات کا قیام بھی قوت اور حکمران

(35)مجموع الفتاوى لابن تيميه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر ممکن نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے حکمران کے بغیر ایک رات گزارنے سے ساٹھ سال ظالم حکمران کی معیت میں رہنا بہتر ہے۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران کے متعلق ایک جامع جملہ ارشاد فرمایا:

"إنما الإمام جنة"

حکمران تو ڈھال ہوتا ہے۔[36]

مزید فرمایا:

"السلطان ظل الله فی الارض"

حکمران زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔[37]

کعب الاحبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

السلطان ظل الله في الأرض، فإذا عمل بطاعة الله، كان له الأجر وعليكم الشكر، وإذا عمل بمعصية الله، كان عليه الوزر وعليكم الصبر، ولا يحملنك حبه على أن تدخل في معصية الله ولا بغضه على أن تخرج من طاعته)[38]

حکمران زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے، اگر وہ اللہ کی اطاعت کے کام کرے تو اس کیلئے اس میں اجر ہے اور تم پر شکر ادا کرنا لازم ہے، اور اگر اللہ کی معصیت کرے تو اس کا گناہ اس پر ہے اور تم پر صبر کرنا ہے، اور اس کی محبت تمہیں اللہ کی نافرمانی پر نہ ابھارے اور نہ اس سے نفرت تمہیں اس کی اطاعت سے ہر گز نہ نکالے۔

(36)صحيح البخاري : 2797

(37)ظلال الجنة للالبانى: 1024

(38)[النصيحة للراعي و الرعية للتبريزي]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ فرماتے تھے:

وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ اَلسُّنَّةِ أَنَّ اَلسُّلْطَانَ ظِلُّ اَللَّهِ فِي اَلْأَرْضِ، وَأَنَّهُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَى نَفْسِهِ سُلْطَانًا بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا فَهُوَ عَلَى خِلَافِ اَلسُّنَّةِ(39)

سلف صالحین اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حکمران زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے، اور جو شخص اپنے آپ کو کسی حکمران کی نگرانی میں رہنالازم نہیں سمجھتا خواہ وہ حکمران نیک ہو یا فاسق وفاجر تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کررہا ہے۔

ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(لا بد للناس من ثلاثة أشياء:لابد لهم من أن تأمن سبلهم ويختار محكمهم حتى يعدل الحكم فيهم،وأن تقام لهم الثغور التي بينهم وبين عدوهم،فإن هذه الأشياء إذا قام بها السلطان احتمل الناس ما سوى ذلك من أثرة السلطان وكل ما يكرهون)(40)

لوگوں کیلئے تین چیزوں کا ہوناضروری ہے:

(1)ایسے حکمران کا ہونا جو ان کے راستوں کو محفوظ بنائے۔

(2) قاضیوں کا انتخاب تاکہ ان میں عدل قائم کیا جائے۔

(3) اور ان کیلئے حدود(بارڈر) قائم کرے جو ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان حدفاصل کا کام دیں۔ جب کوئی حکمران ان چیزوں کو قائم کرلے تو پھر لوگ اس کے علاوہ حکمران کے ترجیحات اور ناپسندیدہ کاموں کو برداشت کرتے ہیں۔

کعب الاحبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(39) اصول السنة ص275

(40)أخرجه البيهقيفي فى الشعب(187/13))،وينظر:((فضل السلطنةالشريفة)) للسيوطي(ص 34)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(مثل الإسلام والسلطان والناس مثل الفسطاط والعمود والأطناب والأوتاد فالفسطاط الإسلام، والعمود السلطان، والأطناب والأوتاد الناس، لا يصلح بعضه إلا ببعض))[41]

اسلام، حکمران، اور لوگوں کی مثال، ایک خیمے، ستون، رسی، اور کیلوں کی ہے، خیمہ اسلام ہے اور ستون حکمران ہے اوررسی اور کیلیں لوگ ہیں ،چنانچہ ان سب کی اصلاح ایک دوسرے کے بغیر ممکن نہیں۔

ان مذکورہ بالا تمام دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ حکمران اللہ کی نعمت ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمھیں مزید عطا کروں گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حکمرانوں کے خلاف انقلابی تحریکیں برپا کرنا اور ان تحریکوں کو کندھا دے کر انکو پروان چڑھانا شریعت کی رو سے حرام ہیں ؟ فتنوں کے دور میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبوی رہنمائی ہمارے لیے یہ ہے کہ پر فتن دور میں اپنے ریاست کیساتھ مضبوط تعلق قائم رکھیں اور بقیہ انقلابی تحریکوں سے اپنے آپ دور رکھیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے فاعتزل تلك الفرق كلها اسی میں خیر اور بھلائی ہیں اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمانوں کی جماعت سے (مسلمانوں کے حاکم سے) الگ ہوا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا(صحیح بخاری)

---

(41)أخرج ابن قتيبة في(عيون الأخبار(2/1))ومعاملةالحكام في ضوءالكتاب والسنةج1ص1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

رعایا پر حاکم وقت کی عزت و تکریم کرنا فرض ہے۔

معاشرے کے امن و سکون کو بحال رکھنے کے لئے حکمران کی کوتاہیوں اور لغزشوں کا پیچھا کرنے والے، حکمران کو رسوا کرنے والے شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"عن زیاد بن کسیب العدوي قال کنت مع أبي بکرةتحت منبرابن عامروهويخطب وعلیه ثیاب رقاق فقال أبوبلال انظرواإلی أمیرنایلبس ثیاب الفساق فقال أبوبکرة اسکت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من أهان سلطان الله في الأرض أهانه الله "[42]

زیاد بن کسیب عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منبر کے نیچے گورنر ابن عامر کا خطبہ سن رہا تھا اور اس نے باریک لباس پہنا ہوا تھا تو ابوبلال (خارجی) نے کہا ہمارے امیر کو دیکھو اس نے فاسقوں والا لباس پہنا ہوا ہے، یہ سن کر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خاموش ہو جاؤ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے زمین میں اللہ تعالی کے مقرر کردہ حکمران کی توہین کی تو اللہ تعالی اس کی توہین کرے گا۔

سعید بن جمہان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" كَانَتِ الْخَوَارِجُ تَدْعُونِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ مَعَهُمْ فَرَأَتْ أُخْتُ أَبِي بِلَالٍ فِي النَّوْمِ أَنَّ أَبَا بِلَالٍ كَلْبٌ أَهْلَبُ أَسْوَدُ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ قَالَ: فَقَالَتْ

(42)سنن الترمذي 2224 قال الشيخ الألباني : صحيح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِأَبِي أَنْتَ يَا أَبَا بِلَالٍ مَا شَأْنُكَ أَرَاكَ هَكَذَا؟ قَالَ: جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلَابَ النَّارِ، وَكَانَ أَبُو بِلَالٍ مِنْ رُءُوسِ الْخَوَارِجِ "[43]

"خوارج مجھے خارجی بننے کی دعوت دیتے رہتے تھے اور قریب تھا کہ میں بھی خارجی بن جاتا، اسی دوران ابو بلال کی بہن نے (جو اپنے دین کا پختہ علم رکھنے والی عورتوں میں سے تھیں) خواب میں دیکھا کہ ابو بلال کالے کتے کی شکل میں آنسو بہا رہا تھا، تو انہوں نے کہا تم ابو بلال ہو، تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے مرنے کے بعد جہنم کا کتا بنا دیا گیا ہے۔ یاد رہے! ابو بلال، خوارج کے قائدین میں سے تھا۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرنے کو اسلام کے قلعے میں سوراخ کرنے کے مترادف قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"سيكون بعدي سلطان فاعزوه من التمس ذله ثغرثغرةفي الإسلام ولم يقبل منه توبةحتى يعيدهاكماكانت"[44]

عنقریب میرے بعد حکمران آئیں گے تو تم ان کی عزت کرنا، جس نے اس کی لغزش کو تلاش کرنا چاہاتو گویا کہ اس نے اسلام کے قلعے میں سوراخ کرنا چاہا، اور یہ کام کرنے والے شخص کی توبہ تب تک قبول نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اس سوراخ کو دوبارہ بھر نہ دے۔

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

(43)السنةأحمد بن محمد بن حنبل

(44)ظلال الجنة - (2 / 217)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"نہاناکبراؤنامن أصحاب محمدصلی اللہ علیہ وسلم قالوالاتسبوا أمرائکم ولاتغشوهم ولاتعصوهم واتقوااللہ واصبروافإن الأمرقريب"[45]

ہمارے بزرگ صحابہ کرام ہمیں اپنے امراء کو گالی دینے سے منع کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ نہ دھوکا دہی کرو، اور نہ ان کی نافرمانی کرو بلکہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، کیونکہ قیامت بہت قریب ہے۔

یہ ہمارے اکابر اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی حکمرانوں کے بارے میں وصیتیں تھیں، جبکہ دوسری جانب ابن سبایہودی اپنے خطباء کو یہ وصیت کرتا تھا۔

وابدءوا بالطعن عَلَى أمرائكم، وأظهروا الأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر، تستميلوا الناس، وادعوهم إِلَى هَذَا الأمر.[46]

تم اپنے حکام کے خلاف طعن و تشنیع سے ابتداء کرو، اور لوگوں کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار کرو، اس کے ساتھ تم لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو، اور پھر ان لوگوں کو ان (حکمرانوں کے خلاف طعن و تشنیع) کا حکم دو۔

اب ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ کیا ہم حکام کے حوالے سے کس کے پیروکار ہیں؟ صحابہ کرام یا ابن سبایہودی کے؟

افسوس کہ آج کل کے سیاسی مقررین وخطباء کے حال پر جو عوام کی خوشنودی کیلئے اپنے حکام پر طعن و تشنیع کی آخری حد کو پہنچ جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں ان کے خلاف

---

(45) جامع الأحاديث : 36246

(46) تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك،وصلةتاريخ الطبري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک بات بھی کرنا حرام ہے، اور ایسے خطباء ہی حقیقت میں ابن سبا یہودی کی فتنہ باز سیاست کو زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حکمران پر طعن و تشنیع کرنے کو نفاق کی ابتدائی نشانی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وإن أول نفاق المرءطعنه على إمامه"[47]

آدمی کے نفاق کی پہلی علامت اپنے حکمران کے بارے میں زبان درازی کرنا، اس پر طعن و تشنیع کرنا ہے۔

عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى حُذَيْفَةَ وَإِلَى أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ وَهُمَا جَالِسَانِ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدْ طَرَدَ أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ ، فَقَالَ : مَا يُجْلِسُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ النَّاسُ ؟ فَوَاللهِ إِنَّا لَعَلَى السُّنَّةِ ، فَقَالاَ:وَكَيْفَ تَكُونُونَ عَلَى السُّنَّةِ وَقَدْ طَرَدْتُمْ إِمَامَكُمْ ،وَاللهِ لاَ تَكُونُونَ عَلَى السُّنَّةِ حَتَّى يُشْفِقَ الرَّاعِي وَتَنْصَحَ الرَّعِيَّةُ ، قَالَ : فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : فَإِنْ لَمْ يُشْفِقِ الرَّاعِي وَتُنْصَحِ الرَّعِيَّةُ فَمَا تَأْمُرُنَا ، قَالَ : نَخْرُجُ وَنَدَعُكُمْ.[48]

ابو صالح الحنفی رحمہ ا ۔ فرماتے ہیں: کہ جب اہل کوفہ نے اپنے حاکم سعید بن عاص کو منصب سے بر طرف کیا تو ایک آدمی حذیفہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ وہ دونوں مسجد میں تشریف فرما تھے۔

---

(47) التمهيد – لابن عبدالبر

(48) مصنف ابن أبي شيبة - (15 / 25

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا تم لوگ ابھی تک مسجد میں بیٹھے ہو حالانکہ لوگ نکل گئے ہیں اور اللہ کی قسم ہم تو اہل سنت ہیں۔

تو ان دونوں نے جواب دیا کہ تم اہل سنت کیسے ہو سکتے ہو جبکہ تم نے حاکم کو بھگا دیا ہے۔ اللہ کی قسم تم اس وقت تک سنت پر نہیں ہو سکتے جب تک حاکم شفقت نہ کرے اور رعایا خیر خواہی نہ کرے ۔کہتے ہیں: اس شخص نے کہا: اگر حاکم شفقت نہ کرے اور رعیت (عوام) خیر خواہی نہ کرے تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں انھوں نے کہا ہم نکل جائیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔

مشہور تابعی عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو "لا حكم إلا لله" کا نعرہ لگاتے ہوئے سنا تو آپ رحمہ اللہ نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

" نعم لا حكم إلا لله ولكن لا بد للناس من أمير بر أو فاجر يعمل فيها المؤمن ويستمتع فيها الكافر ويبلغ الله فيها الأجل"(49)

ہاں !تم لوگوں نے بالکل ٹھیک کہا۔ حکم صرف اللہ کا ہی چلے گا، لیکن لوگوں کیلئے نیک یا گناہگار حکمران کا ہونا ازحد ضروری ہے، اس سلطنت میں مومن اپنی نیک زندگی بسر کرے گا اور کافر بھی اپنے وقت مقررہ تک امن وسکون کا فائدہ اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالی اسے مقررہ وقت تک پہنچائے۔

(49)السنن الكبرى للبيهقي16541

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچ سو صحابہ کرام کے عظیم شاگرد مشہور تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ حکمران اور اقامت دین کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" واللہ لایستقیم الدین إلابهم وإن جاروا وظلموا"[50]

اللہ کی قسم! دین صرف حکمرانوں کے وجہ سے ہی سیدھا اور قائم رہتا ہے اگرچہ وہ حکمران ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ حکمران کو ذلیل ورسوا کرنے کے ارادے سے نکلنے والے شخص کو وعید سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

لایمشین رجل منکم شبراإلی ذي سلطان لیذله فلاواللہ لایزال قوم أذلواالسلطان أذلاءإلی یوم القیامة"[51]

تم میں سے کوئی آدمی ایک بالشت بھی حکمران کی طرف اس ارادے سے نہ نکلے کہ وہ اسے ذلیل کرے، اللہ کی قسم! حکمرانوں کو ذلیل کرنے والی قومیں قیامت تک ذلیل رہیں گی۔

امام سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لایزال الناس بخیرماعظمواالسلطان والعلماء، فإذاعظموا هذین أصلح اللہ دنیاهم وأخراهم،وإذااستخفوابهذین أفسدوادنیاهم وأخراهم "[52]

---

(50)جامع العلوم والحكم : 117/2حديث رقم : 28

(51)رواه ابن أبي شيبةفي المصنف : 37448

(52)الجامع لأحكام القرآن = تفسيرالقرطبي،الموسوعةالعقدية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے ،جب تک حکمرانوں،اور علماء کی تعظیم کرتے رہیں گے ،جب تک ان دونوں کی تعظیم کرتے رہیں گے تو اللہ تعالی ان کا دین اورآخرت سنوار دے گا اور جب ان کی تعظیم چھوڑ دیں گے تو انھوں نے اپنا دین اور آخرت برباد کر دیا۔

اور اسی طرح کبار فقہاء تابعین میں سے مشہور تابعی سید نا طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ عوام کے ہاں چار معزز افراد میں حکمران کو شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

من السنة أن يوقر أربعة العالم وذو الشيبة والسلطان والوالد "[53]سنت ہمیں چار افراد کا ادب کرنا سکھاتی ہے:

عالم دین، سفید بالوں والے بزرگ، حکمران اور والد گرامی۔

شریعت اسلامیہ تو ہمیں یہ تکریم سکھاتی ہے۔ آج کل کے دور میں حکمرانوں کی تکریم تو دور کی بات لوگ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قرب قیامت علم کو اٹھالیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔اس حدیث کے مصداق حکمرانوں کی تکریم تو ایک طرف ان کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں نوبت بایں جار سید کہ ہم نے بعض نام نہاد علماء سے سنا ہے وہ حکمرانوں کی صراحتا تکفیر کرتے ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ جو حکمرانوں کو کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے!

---

(53)مصنف عبدالرزاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

رعایا پر لازم ہے کہ ہر حال میں اپنے حکمران کی اطاعت کریں

دل مانے یا نہ مانے مشقت ہو یا آسانی، ہر حال میں رعایا کو اپنے حکمران کی اطاعت کرنا لازم ہو گی حتی کہ اگر حکمران فاسق، فاجر یا ظالم ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی ان کی اطاعت لازم ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کا قانون ہے کہ حکمران کی اطاعت کرنا فرض ہے، اور اسلام کے اصولوں اور بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے اور کوئی بھی ذی شعور انسان اس کی حکمتوں سے انکار نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکام کی اطاعت کرنے کا حکم کچھ یوں دیا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللَّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً (النساء :59)

اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرواور رسول کی فرمانبرداری کرواوران لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں، پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اسکے رسول کیطرف لوٹاؤ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو، یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو اسی بات کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة"[54]

بات ماننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے دل چاہے یا نہ چاہے، جب تک اسے کسی نا فرمانی کا حکم نہ دیا جائے پس جب اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سمع ہے نہ اطاعت۔

اور نیز اسی حاکم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر حالت میں حکمران کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ "[55]

تم پر بات ماننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، آسانی میں بھی اور مشقت میں بھی، چاہے دل چاہے یا نہ چاہے، اور اسی طرح جب تمہیں چھوڑ کر کسی اور کو ترجیح دی جا رہی ہو (تب بھی اطاعت کرنا لازم ہے)۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو آنے والے حکمرانوں کے فتنوں سے خبر دار کرتے ہوئے ان کا حل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"يَكُونُ بَعْدِى أَئِمَّةٌ لاَ يَهْتَدُونَ بِهُدَاىَ وَلاَ يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلأَمِيرِ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ "[56]

---

(54)صحيح بخارى:6725

(55)صحيح مسلم:4860

(56)صحيح مسلم:4891

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے کہ جو میری راہ پر نہیں چلیں گے اور میری سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کے بدن آدمیوں کے ہوں گے لیکن دل شیطانوں کے ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! میں کیا کروں اگر میں اس زمانے کو پالوں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

توحاکم کی بات سننا اوراس کی اطاعت کرنا اگرچہ تیری پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں اور تیرا مال ضبط کرلیا جائے پس تو اس کی بات سن اوراسکی اطاعت کر۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حکمران کی اطاعت کرنے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور یہی مسئلہ صحابہ کرام نے کئی مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک صحابی کے سوال کے جواب میں ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے اعتراضات کو بھانپتے ہوئے حکمران کی نافرمانی کی جڑ سرے سے ہی کاٹ کر رکھ دی۔ چاہے حکمران کتنا ہی فاسق وفاجر کیوں نہ ہو۔

آیئے! دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ گار حاکم کی اطاعت کے بارے میں اپنے صحابہ کرام اور اپنی امت کو کیا سبق سکھلایا۔

"سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُونَا حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الثَّالِثَةِ فَجَذَبَهُ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ "(57)

سلمہ بن یزید الجعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ایک ایسا حاکم ہم پر مسلط ہو جائے کہ جو ہم سے اپنا حق مانگے لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دے تو ایسی صورت حال میں ہمارے لیے کیا حکم ہے ؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا تو آپ نے پھر اعراض فرمایا پھر انہوں نے تیسری مرتبہ پوچھا تو سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے انہیں کھینچا اور فرمانے لگے: اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جو وہ کام کریں گے ان کا نتیجہ انہیں ملے گا اور جو تم اعمال کرو گے ان کی ذمہ داری تمہارے سر ہے۔

اسی طرح سید نا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ سے اس حاکم کی اطاعت کے بارے میں سوال نہیں کرتے کہ جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ لیکن جو حکمران طرح طرح کے گناہوں میں ملوث ہو تو کیا ہم اس کی بھی اطاعت کریں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"اتقوا الله واسمعوا وأطيعوا"(58)

اللہ سے ڈرتے رہو اور حاکم کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

اسی طرح سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ فرماتے ہیں کہ:

وعن المقدام بن معد يكرب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: **أطيعوا أمراءكم مهما كان فإن أمروكم بشيء مما جئتكم به فإنهم**

---

(57)صحيح مسلم:4888

(58)ظلال الجنة للألباني: 1069

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يؤجرون عليه وتؤجرون بطاعتهم،وإن أمروكم بشيء مما لم آتكم به فإنه عليهم وأنتم منه برآء،ذلكم بأنكم إذا لقيتم الله قلتم: ربنا لا ظلم،فيقولون: لا ظلم فتقولون: ربنا أرسلت إلينا رسلاً فأطعناهم بإذنك واستخلفت علينا خلفاء فأطعناهم بإذنك وأمرت علينا أمراء فأطعناهم بإذنك فيقول: صدقتم هو عليهم وأنتم منه برآء[59]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اپنے امراء کی اطاعت کرووہ جیسا بھی ہو،،اور اگر وہ اچھے کام کا حکم دیتے ہیں کہ جو نیکی والا عمل ہے تو اس پر انکو بھی اجر وثواب ملے گا،اور تم کو انکی اطاعت کرنے کا اجر ملے گا،ا پس اگر وہ ایسا حکم دیتے ہیں کہ جو گناہ کا باعث ہے تو اس کا گناہ ان پر ہے اور تم اس سے بری ہو،اور اسی وجہ سے جب تم اپنے رب سے ملوگے تو تم کہوگے کہ اے ہمارے رب! (مدد فرما)تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج کے دن کسی پر کوئی ظلم نہیں ہو گا تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف رسول بھیجے تو ہم نے آپ کے حکم پر ان کی اطاعت کی،اور آپ نے ہم پر خلفاء بنائے تو ہم نے آپکے حکم پر ان کی اطاعت کی اور تم نے ہم پر امراء مقرر کیے تو ہم نے ان کی آپکے حکم پر اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے سچ کہااور ان کا حساب وکتاب ان پر ہے اور تم اس سے بری ہو۔

اسی کی تائید کرتے ہوئے اور اطاعت کرنے والے شخص کو سنائی گئی بشارتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

(59)ابن أبي عاصم في السنة:499/2, صححه الالباني بدون لفظ باذنك, مجمع الزوائد ومنبع الفوائد.محقق(5/ 265)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فى حجة الوداع أنه لا نبي بعدي ولا أمة بعدكم، ألا فاعبدوا ربكم وصلوا خمسكم ،وصوموا شهركم، وأدوا زكاة أموالكم، طيبة بها نفوسكم وأطيعوا أمرائكم، تدخلوا جنة ربكم"(60)

حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ فرماتے ہوئے سنا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، خبر دار اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ وقت کی نماز پڑھو اور رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اس کے ساتھ اپنے نفسوں کو پاک کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو، نتیجتاً اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

مذکورہ احادیث پر غور کیجئے۔

«اطیعوا امرائکم مہما کان»"ان کی اطاعت کرو وہ جیسے بھی ہوں"

اور فرمایا:

"لایستنون بسنتی ولا یھتدون بھدای وسیقوم فیہم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جثمان انس»"وہ میری سنتوں پر عمل نہیں کریں گے اور میرے راستوں پر نہیں چلیں گے اور ان میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو انسانوں کے جسموں میں شیطانوں کا دل رکھنے والے ہوں گے"۔

اور جب صحابہ کرام فرمانے لگے کہ **"لانسئالک عن طاعة من اتقی ولکن من فعل وفعل فذکر الشر» "**

(60)الصحیحہ867

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام فرمانے لگے:
اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ سے اس حکمران کی اطاعت کی بات نہیں کرتے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو بلکہ ہم تو آپ سے اس حکمران کی اطاعت کا سوال کر رہے ہیں جو یہ، یہ، یہ، کام کرے صحابہ کرام نے کچھ برے کام گنوائے"
تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے

"اتقوالله واسمعواواطیعوا" تم اللہ سے ڈرتے رہنااس کی بات سن کر ان کی اطاعت کرنا۔ ان الفاظ کے بعد ہر قسم کے اشکالات وشکوک دور ہو گئے جو حکمرانوں کے بارے میں لوگ کرتے ہیں کہ ہم ان کی اطاعت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ گناہگار وغیرہ ہیں۔

یہ مندرجہ بالا چند احادیث تھیں کہ جو امراء کی اطاعت کرنے کے احکام اور امراء کی اطاعت کرنے والے شخص کو سنائی گئی فضیلتوں پر مشتمل تھیں۔ آیئے! اب دیکھتے ہیں کہ اسلاف نے کس طریقے سے ان احادیث پر عمل کر کے دکھلایا اور ہمارے لئے اسوۃ حسنہ چھوڑ گئے۔ ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

خلافت فاروقی میں سیدنا ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ، کا نمونہ اطاعت :

وكان أبو موسى الأشعري رضي الله عنه يُفتي بالتَّمتُّع في الحجِّ، فبلغه عن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنَّه يأمر بالإفراد،

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال: "يا أيها الناس! مَن كنَّا أفتيناه فُتيا فلْيتَّئِدْ؛ فإنَّ أميرَ المؤمنين قادمٌ عليكم، فبه فائْتمُّوا"(61)

ابو موسی اشعری حج تمتع کا فتوی دیا کرتے تھے، ان کو یہ بات پہنچی کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج افراد کا حکم دیا ہے، تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو جس کو بھی ہم نے حج تمتع کا فتوی دیا تھا، وہ رک جائیں اس پر عمل نہ کرے کیونکہ امیر المومنین آنے والے ہیں اور وہ جو حکم دیں اسی کا اقتدا کریں۔

سیدنا عمار کی اطاعت کا بہترین واقعہ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّى أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً. فَقَالَ لاَ تُصَلِّ. فَقَالَ عَمَّارٌ أَمَاتَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِى سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِى التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ. فَقَالَ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ ». فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا عَمَّارُ.قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ۔

وَحَدَّثَنِى إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّى أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً. وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَىَّ مِنْ حَقِّكَ لاَ أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْحَدَّثَنِى سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ.(62)

---

(61)أخرجه مسلم في صحيحه (1221)

(62)المصدر السابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سعید بن عبد الرحمان بن ابزی اپنے والد عبد الرحمان سے بیان کرتے ہیں: کہ ایک آدمی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور فرمایا، میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی موجود نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا: تم نماز مت پڑھو، تو عمار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے امیر المومنین کیا آپ کو یاد ہے جب آپ اور میں ایک غزوہ میں تھے، اور ہم دونو ں جنبی ہو گئے اور پانی بھی موجود نہیں تھا، آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی، اور میں مٹی میں الٹ پلٹ ہوا اور نماز پڑھ لی، پھر ہم نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا: {تمہیں اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے ہاتھ کو زمین پر مارتے پھر ان میں پھونک مارتے اور اس کے ساتھ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرتے} تو عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے عمار اللہ سے ڈرو، عمار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے :

يَا أَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لاَ أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا ،

اے امیر المومنین اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ کسی کو بیان نہ کروں تو میں کسی کو یہ بیان نہیں کروں گا آپ کے مجھ پر اس حق کی وجہ سے جو اللہ تعالی نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے۔

ایک مجذومہ کی اطاعت

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَأَةٍ مَجْذُومَةٍ وَهِيَ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهَا يَا أَمَةَ اللَّهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِي بَيْتِكِ فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا إِنَّ الَّذِي كَانَ قَدْ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِي فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا)[63]

---

(63)الموطأ : مالك بن أنس3676

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک عورت جو کوڑھی کی مریض تھی اور بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی سے مخاطب ہوئے کہ اللہ کی بندی گھر میں ہی بیٹھی رہ اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچا، وہ بات مان کر گھر میں بیٹھ گئی، ایک دن اس سے ایک شخص کہنے لگا کہ جس نے تجھے نکلنے سے منع کیا تھا وہ تو فوت ہو گئے ہیں تو اب جا کر طواف کر لے تو اس نے جواب دیا کہ میں ایسا نہیں کروں گی کہ جب تک وہ زندہ تھے تو میں ان کی اطاعت کرتی رہی ہوں اور ان کے مرنے کے بعد میں ان کی نافرمانی کروں۔

خلافت عثمانی میں ابوذر رضي اللہ عنہ کا اسوہ :

"عن عبدالله ابن الصامت قال قدم أبوذرعلى عثمان من الشام فقال ياأميرالمؤمنين! أتحسبني من الخوارج؟ والذى نفسى بيده لوأمرتني أن أقعدلماقمت ولوأمرتني أن أكون قائماً لقمت ماأمكنني رجلاي ولوربطتني على بعيرلم أطلق نفسي حتى تكون أنت الذي تطلقني ثم أستأذنه يأتي الربذةفأذن له فأتاها فإذا عبديؤمهم فقالواأبوذرفنكص العبد،فقيل له تقدم فقال أوصاني خليلي صلى الله عليه وسلم بثلاث أن أسمع وأطيع،ولولعبدحبشي مجدع الأطراف...."(64)

عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ شام سے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے خوارج میں سے سمجھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں گے کہ میں بیٹھ جاؤں تو میں کھڑا نہیں ہوں گا اور اگر آپ مجھے حکم دیں گے کہ میں کھڑا ہو جاؤں تو جب تک میرے ٹانگیں ساتھ دیں گی میں کھڑا رہوں گا اور اگر آپ مجھے اونٹ کے ساتھ باندھ

(64)الإحسان في تقريرصحيح ابن حبان 301/13

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیں گے تو میں اس وقت تک نہیں کھولوں گا کہ جب تک آپ نہیں کھول دیتے۔ پھر انہوں نے "ربذہ" مقام پر جانے کی اجازت طلب کی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی تو وہ وہاں چلے گئے تو وہاں کا امیر ایک غلام تھا تو آپ کو کہا گیا کہ آپ آگے بڑھیں تو وہ کہنے لگے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی تھی کہ میں امیر کی بات سنوں اور اس کی اطاعت کروں اگرچہ وہ حبشی، کان کٹا ہی کیوں نہ ہو۔

اور یہی حال صحابہ کے بعد تابعین کا بھی تھا ذیل میں انکے طریق کار ملاحظہ کیجئے:

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کا سنہری قول:

جب ابن سیرین رحمہ اللہ کو جیل میں ڈالا گیا تو جیلر کہنے لگا" إذا كان الليل فاذهب إلى أهلك فإذا أصبحت فتعال فقال ابن سيرين لا والله لا أعينك على خيانة السلطان"[65] کہ آپ رات کو گھر چلے جایا کریں اور صبح لوٹ آیا کریں۔ تو ابن سیرین رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ **نہیں اللہ کی قسم! میں سلطان کی خیانت کرنے میں تیری مدد نہیں کروں گا۔**

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اطاعت کا ایک نمونہ:

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی امیر کی اجازت کے بغیر جیل سے نہیں نکلے:

ابو عبد اللہ السلمی، امام احمد رحمہ اللہ کے بارے بیان کرتے ہیں کہ اسے عمارہ بن حمزہ کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا، تو گھر والوں نے بیڑیاں کھلی ہونے کی وجہ سے ان کے

(65)تاريخ بغداد: 334/5

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاؤں سے نکال دی، مزید فرمایا" لو تركونا بلا قيد ما خرجنا إلا بأمرهم وكانوا شفعوا له في تلك الليلة أن يخرج القيد من رجله فأرادوا أن يأتوه بحداد فأخرجوا رجليه من القيد بغير حداد وذاك من سعة الحلق [66] "کہ اگر ہمیں بیڑیاں کے بغیر ہی قید کر دیا جاتا تو بھی ہم حکمران کی اجازت کے بغیر یہاں سے نہ نکلتے، اسی رات لوگوں نے ان کے لئے سفارش بھی کی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے حکمران کی اجازت کے بغیر نکلنے سے انکار کر دیا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حاکم وقت کی اطاعت:

کوفہ کے قاضی اور فقیہ اور عالم اور قاری محمد بن عبد الرحمن بن أبي لیلی نے کسی مسئلہ میں فتوي دیا جب قاضی صاحب کے یہ فتوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تک پہنچا تو امام صاحب نے فرمایا یہ فتوی غلط ہے مسئلہ یوں ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ مخالفت محمد ابن ابی لیلی کو پہنچی تو وہ کوفے کے والی کے پاس آیا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شکایت لگائی وقال ههنا شاب يقال له أبو حنيفة يعارضني في أحكامي ويفتي بخلاف حكمي ويشنع علي بالخطاء فازجره، فبعث إليه الوالي ومنعه من الفتيا. (67) فيقال إنه كان يوما في بيته وعنده زوجته وابنه حماد وابنته إني صائمة وقد خرج من بين أسناني دم وبصقته حتى عاد الريق أبيض لا يظهر عليه اثر الدم فهل افطر إذا بلعت الان الريق فقال لها سلي اخاك حمادا فإن الأمير منعني من الفتيا وهذه الحكاية

---

(66)السنة لعبدالله بن احمد بن حنبل

(67) الوافي بالوفيات (1 / 387)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معدودة في مناقب أبي حنيفة وحسن تمسكه بامتثال إشارة رب الأمر فإن إجابته طاعة حتى أنه اطاعه في السر ولم يرد على ابنته جوابا وهذا غاية ما يكون من امتثال الأمر[68]

اور کہا کہ یہاں ایک نوجوان ہے وہ میرے فتووں کی مخالفت کرتے ہیں اور میرے فتوے کے خلاف فتوی دیتے ہیں اور مجھ پر غلط داغ لگاتے ہیں اس کو روکو، والی نے کسی کو بھیج کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فتوی دینے سے منع فرمایا۔

کہا جاتا ہے: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جب حاکم وقت نے فتوٰی دینے سے منع کیا تو ایک دن آپ اپنے گھر میں موجود تھے اور ساتھ آپ کی بیوی، بیٹی اور بیٹا حماد موجود تھے تو بیٹی نے کسی مسئلہ کے متعلق فتوٰی مانگا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے لے لو مجھے حاکم وقت نے فتوٰی دینے سے منع کیا ہے، محدثین نے اس واقعہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں بیان کیا اور اس سے ان کے تقوٰی کا استنباط کیا کہ آپ تنہائی میں بھی حاکم کی اطاعت کیا کرتے تھے اور جانے انجانے میں بھی نافرمانی سے بچتے تھے۔

فقیر فرماتے ہیں: میں نے ایک رات ابو وھب (اندلس کا زاہد) کو کہا فلاں شخص کی زیارت کے لیے ہمارے ساتھ چلئے، تو انہوں نے جواب دیا کہ " وأين العلم ؟ ولي الامر له طاعة، وقد منع من المشي ليلا.[69] " تمہارا علم کہاں ہے؟ حاکم وقت کی اطاعت ضروری ہے اور حاکم نے رات کو سفر کرنے سے منع کیا ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(68)*وفيات الأعيان وأنباء الزمان۔أبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان 180/4

(69)سيرأعلام النبلاء – للذهبي 507/15

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"إذا نهى السلطانُ العالمَ أن يُفتِيَ فليس له أن يُفتي، فإن أفتى فهو عاصٍ، وإنْ كان أميراً جائراً"[70]

جب حاکم مفتی کو فتوٰی دینے سے روک دے تو اس کو رک جانا چاہیے، اگر پھر بھی وہ فتوٰی دیتا ہے تو وہ گنہگار ٹھرے گا، اگرچہ حکمران ظالم ہی کیوں نہ ہو، اس پر یہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے۔

عبدالجبار خولانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اس حالت میں کہ کعب رحمہ اللہ مسجد میں بیان کر رہے تھے تو اس دوران ایک صحابی تشریف لائے انہوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ کعب بیان کر رہے ہیں تو انہوں نے انکو یہ حدیث سنائی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:

"" لَايَقُصُّ إِلَّاأَمِيرٌ، أَوْمَأْمُورٌ، أَوْمُخْتَالٌ " قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ كَعْبًا: " فَمَارُئِيَ يَقُصُّ بَعْدُ"[71]"

امیر، مامور اور متکبر، ریاکار کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ تو اس کے بعد کعب بیان کرنے کی حالت میں نہیں دیکھا گیا۔ انتظامی معاملات کی وجہ سے اگر حاکم وقت کسی عالم پر بیان کرنے پر پابندی عائد کر دے تو عالم دین کو چاہیے کہ حاکم وقت کی اطاعت کریں اور فساد برپا نہ کرے۔ جیسے کہ سلف صالحین کے اقوال گزر چکے ہیں اور ان کا عمل بھی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں

(70) تفسيرالقرطبي (259/5)

(71)رواه الإمام أحمد (18050) وهوحديثٌ صحيحٌ بطرقه ، تعليقَ الألباني على المشكاة حديث رقم (240)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كنَّا مع عبد الله بن مسعود بجمع، فلمَّا دخل مسجد منى قال: كم صلّى أميرُالمؤمنين؟ قالوا: أربعاً، فصلّى أربعاً، قال: فقلنا: ألم تُحدِّثْنا أنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صلّى ركعتين، وأبا بكر صلّى ركعتين، فقال: بلى! وأنا أُحدِّثكموها الآن، ولكنَّ عثمان كان إماماً فما أخالفه، والخلافُ شرٌّ".(72)

ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے،جب وہ منی کی مسجد میں داخل ہوئے،تو آپ نے پوچھا امیر المؤمنین (عثمان رضی اللہ عنہ) نے کتنی رکعات ادا کی ہیں ؟تو ہم نے بتایا چار ،پھر انہوں نے بھی چار رکعات ادا کیں،ہم نے سوال کیا،آپ تو ہمیں بتاتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اورابو بکر رضی اللہ عنہ دو رکعات ادا کرتے تھے ؟آپ نے فرمایا کیوں نہیں وہ تو اب بھی میں تمہیں بیان کرتا ہوں،لیکن اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ حاکم ہیں،میں ان کی مخالفت نہیں کرتا،اور انکی مخالفت کرنا(امت میں)شر کا سبب ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا قصہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیاہے،جب مروان نے عید کا خطبہ عید کی نماز سے پہلے دینا شروع کیااور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس عمل کا انکار کیا،تو اس کے فوائد میں لکھتے ہیں "جوازُ عمل العالم بخلاف الأَوْلى إذا لم يوافقْه الحاكمُ على الأَوْلى؛لأنَّ أبا سعيد حضر الخطبةَ ولم ينصرفْ".(73)

---

(72)السنن الكبرى للبيهقي (144/3)

(73)صحيح البخاري (956) ومسلم (889)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عالم کو خلاف اولی کام کرنا بھی جائز ہے: جب حاکم کا عمل عالم کے رائے کے خلاف ہو تو اس کو اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس کے خلاف سنت عمل پر وہاں سے گئے نہیں تھے بلکہ اسی کی اقتداء میں عید کی نماز ادا کی تھی۔ خلیفہ معتصم کو عبدالرحمان بن اسحاق رحمہ اللہ نے احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:

يا أمير المؤمنين، أعرفه منذ ثلاثين سنة يرى طاعتك والجهاد والحج معك، (74)

میں اس کو تیس سال سے جانتا ہوں وہ آپ کی اطاعت کو فرض سمجھتا ہے، اور جہاد اور حج آپ کی نگرانی میں کرتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حاکم وقت:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حاکم وقت کے متعلق فرماتے ہیں جس نے انہیں قید کیا تھا۔

إِنِّي قد أحللت السُّلْطَان الْملك النَّاصِر من حَبسه إِيَّايَ لكَونه فعل ذَلِك مُقَلدًا غَيره مَعْذُورًا وَلم يَفْعَله لحظ نَفسه بل لما بلغه مِمَّا ظَنّه حَقًا من مبلغة وَالله يعلم انه بِخِلَافِهِ(75)

میں نے اس کو معاف کیا کیونکہ وہ معذور تھا اس نے مجھے دباؤ (لوگوں کی باتوں) کی وجہ سے قید کیا تھا۔ اس نے ایسا اپنی جانب سے نہیں کیا تھا بلکہ ان تک پہنچنے والی باتوں کو سچی جانتے ہوئے ایسا کیا تھا اور اللہ جانتا کہ وہ اس کے برعکس تھے۔

---

(74)مسندالإمام أحمدبن حنبل

(75)الأعلام العليةفي مناقب ابن تيمية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں (هَذِه الأمَّة ثَلاثٌ وسَبْعُونَ فِرْقَة : اثنَتَانِ وسَبْعُونَ هَالِكَة كُلُّهُم يُبْغِضُ السُّلطَانَ ، والنَّاجِيةُ هَذِه الوَاحِدَةُ التِي مَعَ السُّلْطَانِ)[76]

یہ امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، بہتر فرقے تباہی کا شکار ہوں گے اور وہ سب حکمران سے بغض رکھتے ہوں گے، اور ایک فرقہ نجات پانے والا ہے اور وہ حکمران کے ساتھ ہو گا۔

آج بھی سارے فرقے حکمرانوں سے بغض رکھتے ہیں اور الحمدللہ اہل الحدیث سلفی منہج کے مطابق ہر حالت میں اپنے حکمرانوں کی اطاعت میں رہتے ہیں۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن سعید رحمہ اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ مجھے عبداللہ بن طاہر نے کہا" يا أحمد إنكم تبغضون هؤلاء القوم جهلاً وأنا أبغضهم عن معرفة. إن أول أمرهم أنهم لا يرون للسلطان طاعة".[77]

اے احمد تم تو ان لوگوں (خوارج) سے ناجانتے ہوئے نفرت کرتے ہو اور میں ان سے بصیرت کی بنیاد پر نفرت کرتا ہوں، کیونکہ یہ لوگ حاکم وقت کی اطاعت اپنے اوپر واجب نہیں سمجھتے۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اطاعت اس حاکم کی کرنی ہے جو شرعی طریقے سے مستقل برسر اقتدار آئے جبکہ ہمارے حکمران جمہوری طریقہ کار سے محدود مدت کیلیے منتخب ہوتے ہیں؟

---

(76)[قوت القلوب 209/2]

(77)عقيدةالسلف وأصحاب الحديث لأبي عثمان الصابوني

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب: احادیث میں مطلق حاکم کی اطاعت آئی ہے اور اس میں یہ قید بالکل نہیں کہ شرعی طریقے سے آیاہو۔جیسا کہ حدیث میں ہے "اطیعوا امرائکم مهما كانوا"۔

اور حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے" لايمشين رجل منكم شبراإلى ذي سلطان ليذله فلاوالله لايزال قوم أذلواالسلطان أذلاءإلى يوم القيامة " ترجمہ:تم میں سے کوئی ایک ایک بالشت بھی حکمران کی طرف اس ارادے سے نہ نکلے کہ وہ اسے ذلیل کرے،اللہ کی قسم!حکمرانوں کو ذلیل کرنے والی قومیں قیامت تک ذلیل رہیں گی۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ "اسمعوا وأطيعوا وإن استعمل حبشي كأن رأسه زبيبة"[78]

ترجمہ: سنو اوراطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی مقرر کر دیا جائے جسکا سر منقے جیسا ہو۔اور دوسری روایت میں غلام حبشی کاذکر ہے۔

اوران تمام احادیث میں حاکم مطلق آیاہے جس طریقے سے بھی حاکم بناہو۔

اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے تھے:

"وأمَّا لو تغلَّب عبدٌ حقيقةً بطريقِ الشَّوْكة فإنَّ طاعتَه تجبُ إخماداً للفتنة، ما لم يأمُر بمعصية".

اگر کوئی غلام بزور قوت غالب آجائے تو اس کی اطاعت فتنہ ختم کرنے کیلئے واجب ہے جب تک وہ نافرمانی کا حکم نہ دے۔

---

(78) (بخاری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومَن خرج على إمامِ المسلمين وقد كان النَّاسُ اجتمعوا عليه وأقرُّوا له بالخلافة بأيِّ وجهٍ كان: بالرِّضا أو بالغلَبة، فقد شقَّ هذا الخارجُ عصا المسلمين وخالف الآثارَ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن مات الخارجُ عليه مات مِيتةً جاهليَّة".[79]

جو شخص مسلمانوں کے حاکم کے خلاف خروج کرتا ہے، اس حاکم کے خلاف جسے لوگ حاکم کے طور پر قبول کر چکے ہوں، اور اسے خلیفۃ المسلمین مان چکے ہوں، وہ جس طریقے سے بھی حاکم بنا ہو، تو اس خروج کرنے والے نے مسلمانوں کی قوت کو ٹکڑے کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، اور جب یہ خروج کرنے والا مرے گا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"مَن رأى مِن أميره شيئاً يكرهُه فليصبر عليه فإنَّه مَن فارق الجماعةَ شِبراً فمات، إلاَّ مات مِيتةً جاهليَّة" قال: "قال ابن بطَّال: في الحديث حجَّةٌ في ترك الخروج على السلطان ولو جار، وقد أجمع الفقهاءُ على وجوب طاعة السلطان المتغلِّب والجهادِ معه، وأنَّ طاعتَه خيرٌ مِن الخروج عليه؛ لِما في ذلك مِن حَقنِ الدِّماء وتسكينِ الدَّهماء[80]

"جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسند یدہ چیز دیکھتا تو وہ اس پر صبر کرے، پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی نکلا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا" امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات دلیل ہے، کہ حکمرانوں کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں، اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ حکمران کی اطاعت کرنا فرض ہے اور اس کی اقتداء میں ہی جہاد کیا جائے گا، اور اس کی

(79)السنَّة لِلالّلكائي (161/2)

(80)فتح البارى لابن حجر: (7/13) ، قطف الجني الداني شرح مقدمةرسالةابن أبي زيدالقيرواني

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کرنا اس کے خلاف خروج سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ اطاعت میں خون کے بچاو اور شر کو دبانا ہے۔

قیل للإمام یحیی بن یحیی -رحمَهُ اللّٰهُ- : البیعة مکروهة؟ قال: لا. قیل له : فإن کانوا أئمة جور؟ فقال: "قد بایع ابن عمر لعبد الملك بن مروان، وبالسیف أخذ الملك ـأخبرني بذلك مالكٌ عنه أنه کتب إلیه وأمر له با لسمع والطاعة علی کتاب اللّٰه وسنة نبیه۔ (81). امام یحیٰ بن یحیٰ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالملک بن مروان کی اطاعت کی حالانکہ وہ بزور تلوار حاکم بنا۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حکمران پر تنقید درست ہے، کیونکہ آئین پاکستان آزادی اظہار رائے کے تناظر میں عوام اور حزب اختلاف کو اس کا حق دیتا ہے۔

جواب: شریعت کا یہ اصول ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو کوئی حلال نہیں کر سکتا، مثال کے طور پر اگر کوئی آپ سے کہے کہ میری غیبت کرو تب بھی آپ کے لیے وہ جائز نہ ہو گی۔ ایسے ہی دو فرد باہمی رضامندی سے سود کا لین دین کریں یا زنا کریں تو باوجود دونوں کی رضامندی کے یہ حلال نہیں ایسے ہی حکمران پر تنقید حلال نہیں۔ حالانکہ حکمران کی اطاعت اور اسکی عزت اور انکی خیر خواہی اسلام کی بنیادی چیزوں میں سے ایک ہے۔ اسلام کی بنیادی چیزوں میں کوئی بھی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ ان تمام باتون سے یہ ثابت ہوا کہ حاکم کی اطاعت لازمی ہے،

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف اور صرف ریاست کے قوانین کی پابندی لازمی ہے اور حاکم چونکہ عارضی ہے اس لیے اسکی کوئی حیثیت نہیں، یہ بات غلط ہے اور نصوص شرعیہ کے سراسر مخالف ہے کیونکہ نصوص شرعیہ میں لفظ "امیر، سلطان، حاکم" آیا

(81) الاعتصام(627/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اور حاکم جس طریقے سے بھی حاکم بن جائے اور مدت خواہ کتنی ہی محدود کیوں نا ہو اس کی اطاعت اور عزت واجب ہے۔ مطلب یہ کہ ریاست کے قوانین کے ساتھ ساتھ حاکم کی اطاعت اور عزت بھی ضروری ہے۔

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں الجور معناه: الظلم، وإن تعدوا وظلموا الناس بأخذ أموالهم، وضرب ظهورهم، أو يقتلون المسلم، فلا يرون الخروج عليهم؛ لقوله عليه الصلاة والسلام: "اسمع وأطع وإن أخذ مالك وجلد ظهرك" فالصبر عليهم أولى من الخروج؛ لما في الخروج من المفاسد العظيمة، فهذا من باب ارتكاب أخف الضررين لدفع أعلاهما، وهي قاعدة عند أهل السنة والجماعة، والنبي صلى الله عليه وسلم أمر بالصبر على جور الولاة وإن ظلموا وجاروا وإن فسقوا.ولاندعوعليهم:(82) جور کا معنی ظلم ہے یہ حکمران اگرچہ لوگوں پر ظلم اور زیادتی کریں انکے مال لے لیں، اور پیٹھ پر ماریں مسلمان کو قتل کریں پھر بھی سلف امام پر خروج جائز نہیں سمجھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کیوجہ سے کہ انکے سنو اور اطاعت کرو اگرچہ آپکے مال لے لیں اور پیٹھ پر ماریں انکے مظالم پر صبر کرنا بہتر ہے انکے خلاف نکلنے سے، اس لیے کہ خروج میں بہت بڑا فساد ہے، یہ بڑے فساد سے بچنے کیلیے ہلکے ضرر کا ارتکاب کرنا ہے، یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ایک قاعدہ ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ لوگوں پر ظلم اور زیادتی کریں اور فسق کریں، اور انکے لیے بد دعا نہ دیں،

(82) كتب العقيدة - (16 / 114)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

رعایا پر لازم ہے کہ وہ مثبت نتائج کیلئے اپنے حکام کی بہتری کیلئے دعا کریں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا حکمران آپ سے محبت کرنے والا اور آپ کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرنے والا بن جائے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ اس کیلئے اصلاح کی دعا کریں اور اللہ سے اس کو نیکی کی توفیق دینے کی دعا مانگیں۔ نہ کہ اس کیلئے بد دعائیں کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ جب تک اللہ کی توفیق شامل حال نہیں ہو گی تو وہ چاہتے ہوئے بھی آپ کی مدد نہیں کر سکے گا اور یہی بات اسلاف نے ہمیں سمجھائی ہے۔ چنانچہ ذیل میں اسلاف کے چند سنہری اقوال ذکر کیے جاتے ہیں تو آپ اندازہ لگایئے گا کہ ہمارے اسلاف کے ہاں اس کی کس قدر اہمیت تھی۔ ملاحظہ فرمایئے:

امام ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

:إنه مؤمر عليك مثلك ، فإن اهتدى فاحمد الله ، وإن عمل بغير ذلك فادع له بالهدى ، ولا تخالفه فتضل"[83]

ترجمہ: تمہاری طرح کے لوگ تمہارے اوپر امیر بنائے گئے ہیں۔ پس اگر وہ نیکی کے کام کرتا ہے تو اللہ کی تعریف کرو اور اگر وہ گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کے لئے ہدایت کی دعا کرو، اور اسکی مخالفت نہ کرو ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

(83) رواه الخلال في السنة : 86/1وإسناده حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں

:لو كان لي دعوة مستجابة ما جعلتها إلا في السلطان. قيل له: يا أبا علي فسِّرْ لنا هذا. قال: إذا جعلتها في نفسي لم تعدني ، وإذا جعلتها في السلطان صلح فصلح بصلاحه العباد والبلاد "[84]

اگر میرے لئے کوئی ایسی دعا ہوتی کہ جو قبول کی جاتی تو وہ دعا میں حکمران کے حق میں کرتا، کہا گیا کہ اس بات کی وضاحت کیجئے ،تو فرمانے لگے کہ اگر میں وہ دعا اپنے لئے کروں گا تو اس کا فائدہ صرف مجھے ہو گا اگر وہی دعا حکمران کیلئے کروں گا تو حکمران کی اصلاح ہو جائے گی اور جب اس کی اصلاح ہو جائے گی تو اس کی اصلاح کے ساتھ بندوں اور شہروں کی اصلاح ہو جائے گی۔

امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

:إذا رأيت الرجل يدعو على السلطان فاعلم أنه صاحب هوى ، وإذ ا سمعت الرجل يدعو للسلطان بالصلاح فاعلم أنه صاحب سنة إنْ شَاءَ اللّٰهُ "[85]

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ سلطان کے لیے بد دعاء دیتا ہے تو جان لو کہ وہ خواہشات کا پیروکار ہے اور اگر کسی ادمی کو دیکھو کہ وہ سلطان کی اصلاح کی دعا مانگ رہا ہے تو جان لو کہ (اگر اللہ نے چاہاتو) وہ سنت پر گامزن ہے۔ مزید فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ:

(84) شرح السنة للبربهاری : 99

(85) رواه الخلال في السنة : 86/1وإسناده حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فأمرنا أن ندعوالهم بالصلاح،ولم نؤمرأن ندعوعليهم،وإن ظلمواوجاروا،لأن ظلمهم وجورهم على أنفسهم،وصلاحهم لأنفسهم وللمسلمين(86) شارع کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان حکمرانوں کے لئے اصلاح کی دعا کیا کریں ،اور ہمیں اس بات کا حکم نہیں ملا کہ ہم ان کے لئے بد دعا کریں،اگرچہ وہ ظلم وزیادتی کریں۔ کیونکہ ان کے ظلم وستم کا وبال ان کے اپنے اوپر ہے،اور ان کی اصلاح ان کے اپنے نفسوں کے لئے بھی ہے اور مسلمانوں کے لئے بھی۔

امام سعید بن اسماعیل رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

عن أبي عثمان سعيدبن إسماعيل أنه قال: بعدروايته لحديث تميم الداري: "الدين النصيحة" قال: فان صلح السلطان،وأكثرله من الدعاءبالصلاح والرشاد بالقول والعمل والحكم،فإنهم إذاصلحوا ،صلح العباد بصلاحهم. وإياك أن تدعواعليهم باللعنة،فيزدادوا شراًويزداد البلاءعلي المسلمين، لكن أدعولهم بالتوبة، فيتركواالشر، فيرتفع البلاءعن المؤمنين[87]

امام سعید بن اسماعیل رحمہ اللہ، تمیم الداری رحمہ اللہ عنہ کی روایت"الدین النصیحة"کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر حکمران کی اصلاح ہو(تو بہت اچھی بات ہے لہذا)اس کی اچھائی کیلیے بہت دعائیں کرو، قول و عمل کیساتھ،چاہے وہ حکماً ہی کیوں نہ ہو،کیونکہ یقینا جب وہ سیدھے ہو جائیں گے تو لوگ بھی ان کی وجہ سے

---

(86) شرح السنة
(87) شعب الإيمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدھے ہو جائیں گے۔اور ان پر لعنت بھیجنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ کام ان کو گناہوں میں اور مسلمانوں پر آزمائشیں بڑھادے گا، لیکن تم ان کے لئے توفیق توبہ کی دعا کرو، تو وہ برائی کو ترک کر دیں گے اور مؤمنین سے آزمائشوں کو ہٹادیں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وإني لأدعوله بالتسديد والتوفيق في الليل والنهار والتأييد، وأري ذالك واجباًعلى" (88)

میں دن رات اس کے لئے اصلاح اور نیک اعمال کی توفیق اور اس کی مدد کی دعا مانگتا ہوں، اور میرا خیال ہے کہ یہ کام مجھ پر واجب ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ابو بکر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عن أبي بكرالمروزي قال:

سمعت أباعبدالله،وذكرالخليفةالمتوكل رحمه الله تعالي فقال:إني لأدعوله بالصلاح والعافية.(89)

کہ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کے پاس خلیفہ متوکل کا ذکر کیا گیا تو وہ کہنے لگے کہ میں اس کی اصلاح اور عافیت کی دعا مانگتا ہوں۔

اور جب احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کمر کا آپریشن ہو رہا تھا تو اس حالت میں اپنے بادشاہ کے لیے ہی دعا کرتے تھے:

---

(88) السنةللخلال

(89)السنةللخلال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اللہم اغفر للمعتصم" یااللہ! معتصم کی مغفرت فرما۔
اور یہ بھی یادرکھیں کہ آپریشن کا باعث بھی اسی بادشاہ کی مار تھی۔
وضع يده على رأسه وجعل يقول اللهم اغفرللمعتصم حتى ربطت وهو تهتف أخذت القطعه الميتة ورميت بها وشددت العصابة عَلَيْهِ وهو لايزيد على قوله اللهم اغفر للمعتصم (90)
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہتے رہے اے اللہ معتصم کو بخش دے ، جراح کہتے ہیں جب میں نے گوشت کے خراب ٹکڑے کو کاٹا اور پھینک دیا اور پٹی باندھی تو وہ اس بات سے زیادہ کچھ نہیں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ معتصم کو بخش دیجیئے۔

امام ابو بکر الاسماعیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ويرون الدعاءلهم بالصلاح والعطف إلي العدل" (91)
سلف حکمرانوں کے لئے اصلاح کی دعا کرنا لازم سمجھتے تھے۔اور عدل کی طرف اس کے میلان کی دعا کرتے تھے۔
جب امام ابن تیمیہ کو مصر کی جیل میں ڈالا گیا تو ان کے بھائی نے حاکم وقت کے لیے بد دعا کی،امام ابن تیمیہ نے انکو اس سے منع فرمایا اور کہا کہ اسکے لیے ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو"اللَّهُمَّ هب لَهُمْ نورا يهتدون بِهِ إِلَى الحق."
اے اللہ انکو وہ نور عطا فرما جس کے ذریعے وہ حق کی جانب چل سکیں۔(92)

---

(90)روضةالعقلاءونزهةالفضلاء (ص: 165)
(91)اعتقادأهل السنة
(92)ذيل طبقات الحنابلة، 512/4

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ تھے ہمارے اسلاف کے حالات و واقعات کہ وہ اپنے جابر ظالم حتیٰ کہ بدعتی حکمران کی اصلاح کے لیے دن رات دعائیں کرتے تھے دوسری طرف ہمارے نادان جذباتی لوگ ہے جو حکمرانوں کے لیے بدعائیں کر رہے ہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ اور اہل الحدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کی اصلاح کے لیے دعا کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام بربھاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اوپر گزر چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

حکمرانوں کو علیحدگی میں نصیحت کرنی چاہیے

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر معاشرے میں مقام و مرتبہ والے لوگ ہوتے ہیں اور ان کے وقار و عزت کا خیال رکھا جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کیلئے عزت ہوتی ہے سو اسی چیز کا خیال رکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو یہ سبق سکھلایا ہے کہ ہمیشہ اپنے علماء، حکام اور دیگر بزرگوں سے اگر کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو ان کو علیحدگی میں نصیحت کی جائے۔ تاکہ ان کیلئے اس نصیحت کو قبول کرنا آسان ہو۔ تو سب سے پہلے ہم یہ بیان کریں گے کہ حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"الدین النصیحة" قالوا: لمن یا رسول الله؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم (93)

دین خیر خواہی ہے، پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کن کیلئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ کیلئے اور اسکے رسول کیلئے اور مسلم حکمرانوں کیلئے اور عام مسلمانوں کیلئے۔

ایک اور جگہ پر کچھ یوں فرمایا:

---

(93)رواه مسلم في صحيحه : 74/1رقم55من حديث تميم الداري رضي الله عنه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثلاث خصال لا يغل عليهن قلب امرئ مسلم: إخلاص العمل لله، والنصيحة لولاة الأمر،ولزوم الجماعة"[94]

ترجمہ: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں ایک مسلم آدمی کا دل خیانت نہیں کرتا(1) اللہ کیلئے عمل میں اخلاص(2) حکمرانوں کے خیر خواہی(3) اور جماعت کو لازم پکڑنا۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر فرمایا:

إن الله يرضي لكم ثلاثاً : أن تعبدوه ولاتشركوابه شيئاً، وأن تعتصموا بحبل الله جميعاً ولاتفرقوا وأن تناصحوامن ولاه الله أمركم[95]

بیشک اللہ تمہارے لیے تین چیزیں پسند فرماتے ہیں(1) یہ کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ(2) اور یہ کہ تم سب کے سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ بازی اختیار نہ کرو(3) اور اپنے حکمرانوں کے خیر خواہی کا ایک دوسرے کو تلقین کیا کرو۔

اور اسی طرح جہاں حکمران کو نصیحت کرنے کا حکم دیا وہیں اس کے آداب بھی بتلادیے کہ اس کو نصیحت کرنے کا طریقہ کیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من أراد أن ينصح لذي سلطان فلا يبده علانية ، وليأخذ بيده ، فإن سمع منه فذاك ، وإلا كان أدى الذي عليه"[96]

---

(94)رواه الإمام أحمدفي المسند وأبوداود وابن أبي عاصم وابن حبان في صحيحه وغيرهم،وسنده صحيح

(95)البزار

(96)رواه أحمدوابن أبي عاصم في السنةوالطبراني والحاكم والبيهقي وغيرهم وهوحديث صحيح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو حکمران کو نصیحت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا علانیہ اظہار نہ کرے لیکن وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کو نصیحت کرے۔ پھر اگر اس نے نصیحت سن لی تو اچھی بات ہے لیکن اگر اس نے سنی ان سنی کر دی ہے تو اس نے جو فرض اس کی ذمے تھا وہ ادا کر دیا۔

حکمران پر انکار کا ضابطہ عمل:

حکمران پر انکار میں اور اسے نصیحت کرنے میں اصل یہ ہے کہ سری طور پر کی جائے۔ یوں بھی ہر عاقل انسان پسند کرتا ہے کہ اسے تنہائی میں اسکی غلطی بتلائی جائے۔ تو حاکم اپنے منصب اور علانیہ انکار کے مفاسد کے اعتبار سے بطریق اولی اس بات کا مستحق ہے۔

شیخ سلیمان الرحیلی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقل اور نقل کے عمومی دلائل اس بات پر کافی ہیں کہ حاکم کو نصیحت سری طور پر کرنی چاہیے۔

انکار علی الحاکم کے سری ہونے پر خصوصی دلائل درجِ ذیل ہیں :

سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

« من أراد أن ينصح لذي سلطان فلا يبده علانية، ولكن يأخذ بيده فيخلوا به، فإن قبل منه فذاك، وإلا كان قد أدى الذي عليه (97)

جو حاکم کو نصیحت کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ علانیہ اظہار نہ کرے، بلکہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر تنہائی میں لے جائے۔ پس اگر وہ نصیحت قبول کرے تو ٹھیک، بصورت دیگر ناصح نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

(97) السنة لإبن أبي عاصم : ١٠٩٦، صححه الألباني

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سعید بن جمہان رحمہ اللہ نے سید ناعبداللہ بن ابی أوفی رضی اللہ عنہ سے حاکم کے ظلم وستم کاذکرکیا توانہوں نے فرمایا:

«إن كان السلطان يسمع منك؛ فأته في بيته فأخبره بماتعلم، فإن قبل منك؛ وإلا فدعه،فإنك لست بأعلم منه». (98)

اگرسلطان تمہاری سنتاہو تواسکےگھرجاکراسے بتاؤ۔ اگرقبول کرےتو بہتر، اورنہ کرےتواسے چھوڑدو، تم اس سےزیادہ نہیں جانتے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہاگیاکہ آپ سید ناعثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت کیوں نہیں کرتےتوفرمایا:

«أترون أني لاأكلمه إلاأسمعكم !! والله لقدكلمته فيمابيني وبينه مادون أن أفتتح أمرًالاأحب أن أكون أول من فتحه»(99)

کیابات کرنا اسی کوکہتےہیں جوتمہیں سناکرکیجائے؟! اللہ کی قسم! میں اکیلے میں بات کرآیاہوں تاکہ ایسےکام کاآغازنہ ہوجائےجس کاآغازکرنےوالامیں ہوں۔اس کام سےمراد حاکم پرعلانیہ تنقید تھا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نےعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سےپوچھاکہ کیامیں حاکم کواچھائی کاحکم دوں؟فرمایا:

«لإن خشيت أن يقتلك فلا،فإن كنت ولابدفاعلاً، ففي مابينك وبينه(100)

---

(98)مسندأحمد : ١٩٤٧٣،سنده حسن

(99)صحيح مسلم : ٢٩٨٩ فتح البارى 12/13

(100)سنن سعيد بن منصور : ٨٤٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر قتل ہوجانے کا اندیشہ ہوتو رہنے دو،اگر پھر بھی کرناہی چاہتے ہو تومعاملہ تمہارے اور حاکم کے درمیان رہے۔

یہی سوال ایک اور شخص نے کیاتوفرمایا:

«فکن حینئذرجلا (101)

پھر تم اکیلے رہو۔(یعنی حاکم اور تمہارے مابین اور کوئی نہ ہو)

امام ابن النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ویختارالکلام مع السلطان في الخلوة علی الکلام معه علی رؤوس الأشهاد،بل یود لوکلّمه سرا ونصحه خفیة من غیر ثالث لهما " (102)

اور حاکم سے لوگوں کے سامنے بات چیت کرنے کی بجائے تنہائی میں بات کیجائے،بلکہ اچھاہے کہ خفیہ نصیحت ہوجب کوئی تیسراموجودنہ ہو۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نےیہی بات کہی ہےاورساتھ فرمایا: "ولایذل سلطان اللہ" (103) اورسب کے سامنےبات کرکےحاکم کی ذلت کاباعث نہ بنے۔

مذکورہ بالادلائل کی روشنی میں واضح ہے کہ حکمران کونصیحت سری طورپرکرنا مشروع ہے۔اور دوضوابط کے ساتھ علانیہ انکاربھی کیاجاسکتاہے:

(1) حاکم سامنے ہو۔

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہورحدیث ہے

(101)مصنف عبدالرزاق : ۱۱/۳٤۸

(102)تنبیه الغافلین : ٦٤

(103)السیل الجرار: ٤/٥٥٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«افضل الجهادکلمةحق عندسلطان جائر (104)
افضل جہاد جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔
بعض حضرات کہتے ہیں کہ "عند" میں اخبارات اورمیڈ یااور منبر بھی شامل ہےتو انکی یہ بات درست نہیں ہے۔
شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ سے سوال ہواکہ کیا وسائل اعلام "عند" میں شامل ہیں توانہوں نے فرمایا نہیں،عند سے مراد بالمشافہ ملنا ہے۔
اسی طرح سید ناابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اوربعض دیگرسلف سے حکمران پراسکے سامنے علانیہ تنقید منقول ہے ،مگر تنقید حکمران کی عدم موجودگی میں منبروں پراورچوک چوراہوں میں حاکم پر تنقید درست نہیں۔
شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
"جميع الإنكارات الواردةعن السلف إنكارات حاصلة بين يدي الأمير أو الحاكم (105)
سلف سے جتنے بھی تنقیدات منقول ہیں وہ سارے حاکم کے سامنے کے ہیں۔
عمربن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ:
"أيتها الرعية إن للرعاة عليكم حقا، المناصحة بالغيب، والمعاونة على الخير" (106)

---

(104)سنن أبي داؤد : ٤٣٤
(105)لقاءالباب المفتوح : ٦٢
(106)تاريخ المدينة النبوية . محقق وموافق للمطبوع - (2 / 774)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے رعایا: تم پر ہمارا حق ہے کہ پس پشت تنہائی میں خیر خواہی کرو اور خیر کے کاموں میں معاونت کرو۔ اور انہیں نبوی فرامین کی روشنی میں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ حکمران کو نصیحت کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علیك السوادالأعظم، علیك بالسوادالأعظم، إن كان السلطان يسمع منك فائته في بيته فأخبره بماتعلم، فإن قبل منك،وإلافدعه فإنك لست بأعلم منه"(107)

کہ سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ اگر حاکم آپ کی بات سنتا ہے تو تم اس کے گھر جاؤ اور جو تم جانتے ہو تو اس کو بتاؤ۔ اگر وہ قبول کر لیتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ تم اس سے زیادہ نہیں جانتے،(کیونکہ حکمرانوں کے پاس معلومات زیادہ ہوتی ہیں عوام کی نسبت)

اسی طرح صحابہ کرام نے بھی اپنے تابعین کو یہی نصیحت کی چنانچہ سعید بن جبیر فرماتے ہیں:

قلت لابن عباس آمرإمامي بالمعروف؟ فقال ابن عباس:إن خشيت أن يقتلك فلا،فإن كنت فاعلاًففيمابينك وبينه،ولاتغتب إمامك"(108)

میں نے ابن عباس رضي اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا میں حکمران کو نیکی کا حکم دوں؟ تو فرمانے لگے کہ اگر تجھے ڈر ہے کہ وہ تجھے قتل کر دے گا تو نہیں، لیکن اگر تو یہ کام کرنا ہی چاہتا ہے تو اس بات کو اپنے اور اسکے درمیان ہی رکھ اور حکمران کی غیبت نہ کر۔

---

(107) رواه الإمام أحمدفي المسندوالطبراني وسنده حسن

(108) أخرج ابن أبي شيبةفي المصنف، وسعيدبن منصورفي سننه،وابن أبي الدنيافي الأمربالمعروف والنهي عن المنكر،والبيهقي في الشعب ـوهذاأثرصحيح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شریعت مطہرہ میں ایک عام آدمی کی غیبت بڑا جرم ہے،اور مسلمانوں کے بڑوں کی غیبت تو اس سے بھی کئی گنا بڑا جرم ہے، کیونکہ حکمرانوں کی غیبت کی وجہ سے ریاست کے اندر افراتفری، بدامنی اور فسادات پھیلتے ہیں۔

اور یہی نصیحت صحابہ نے اپنے شاگردوں کو کیا ہے چنانچہ خیثم بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قال عبدالله : إذاأتيت الأميرالمؤمر، فلاتأته على رؤوس الناس" (109).

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم حکم دینے والے امیر کے پاس آئے تو سب کے سامنے اس کو کوئی بات نہ کہہ۔

اسامہ بن زید رضي اللہ عنہ سے کہا گیا:

لو أتيت فلاناً فكلَّمته، قال: ((إنكم لترون أني لا أُكلِّمُه إلا أُسْمِعُكم، إني أُكلِّمه في السِّر [وفي رواية لمسلم: والله لقد كلَّمته فيما بيني وبينه] دون أن أفتح باباً لا أكون أول من فتحه (110)

آپ فلاں شخص {یعنی حاکم} سے بات کیوں نہیں کرتے، تو آپ نے فرمایا: کہ آیا تم یہ سمجھے ہو کہ میں اس سے بات تمہیں سنا کر ہی کروں، میں تو اس سے تنہائی میں بات کرتا ہوں [اور مسلم کی روایت میں ہے: اللہ کی قسم میں نے اس سے تنہائی میں بات کی ہے اس کے اور میرے درمیان ہے] لا

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے حاکم خالد بن عبداللہ قسری نے ایک دن خطبہ میں ارشاد فرمایا" إني والله ما أوتي بأحد يطعن على إمامه إلا صلبته

---

(109) أخرج ابن أبي شيبةفي المصنف،وسعيدبن منصورفي سننه ـ وهذالفظ سعيد

(110)صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (4 / 147

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

في الحرم ،([111]) " بے شک جس نے بھی اپنے حاکم پر طعن کیا میں اسکو حرم میں سولی پر لٹکاؤں گا۔

اب اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ ہمارے اسلاف فرماتے تھے: كما تكونوا يولى عليكم ترجمہ: جیسے تم ہونگے ویسے ہی تمھارے اوپر حاکم مقرر کیا جائیگا۔

عبد الملک بن مروان نے اپنی رعایا سے فرمایا" ما أنصفتمونا يا معشر الرعية، تريدون منا سيرة أبي بكر وعمر ولا تسيرون فينا ولا في أنفسكم بسيرتهما" (112)

"اے لوگو آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہو، آپ ہم سے ابو بکر و عمر جیسا عدل و انصاف چاہتے ہو اور آپ خود ان کے راستے پر نہیں چلتے ہو۔"

عبیدہ سلیمانی نے علی بن ابی طالب رضي اللہ عنہ سے کہا" ياأميرالمؤمنين مابال أبي بكروعمر انطاع الناس لهما،والدنياعليهماأضيق من شبرفاتسعت عليهماووليت أنت وعثمان الخلافةولم ينطاعوا لكما،وقداتسعت فصارت عليكماأضيق من شبر؟

فقال: لأن رعيةأبي بكروعمركانوا مثلي ومثل عثمان،ورعيتنااليوم مثلك وشبهك([113])

---

(111)المنتظم في تاريخ الملوك والأمم 299/6)، حوادث سنة إحدى وتسعين.و معاملة الحكام في ضوء الكتاب والسنة - (1 / 85)

(112) سراج الملوك المؤلف: أبو بكر محمد بن محمد ابن الوليد الفهري الطرطوشي المالكي (المتوفى: 520هـ) شرار الأشرار112

(113)سراج الملوك) ص: 116

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"کہ اے امیر المومنین! کیا وجہ تھی کہ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمانبردار تھے اور دنیا ان دونوں پر ایک بالشت سے بھی تنگ تھی پھر وسیع ہو گئی اور آپ کو اور عثمان رضی اللہ عنہما کو خلافت ملی اور لوگ آپ کے فرمانبردار نہیں بنے اور وہ وسیع زمین آپ دونوں پر بالشت سے زیادہ تنگ ہو گئی؟ تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ ابو بکر و عمر رضي اللہ عنہما کی رعیت میرے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اچھی تھی اور میری رعیت آج آپ اور آپ کی طرح کے لوگ ہیں۔

افسوس ہے کہ کچھ لوگ اپنی اصلاح نہیں کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں عمر رضی اللہ عنہ جیسا حکمران عطا فرما۔ جب بھی کوئی آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین رحمہم اللہ کے سامنے حاکم کا شکوہ کرتے تھے تو وہ جواب دیتے تھے کہ یہ حاکم اللہ کی طرف سے آزمائش اور عذاب ہے آپ لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں تو اپنے اعمال کی اصلاح کرو تاکہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں سے عذاب کو ہٹا دے۔

ابو ادریس الخولانی کہتے ہیں کہ: إياكم والطعن على الأئمة فإن الطعن عليهم هي الحالقة، حالقة الدين ليس حالقة الشعر، ألا إن الطعانين هم الخائبون وشرار الاشرار(114)

: حکمرانوں پر طعن سے بچو، کیونکہ ان پر طعن مونڈنے والا ہے، دین کو مونڈنے والا، بالوں کو مونڈنے والا نہیں، یاد رکھو ان پر طعنہ کرنے والے ہی ناامید ہوں گے اور بد ترین لوگوں میں سب سے برے ہیں۔

(2) حکام کو نصیحت نرم لہجے اور علیحدگی میں ہونا چاہیے۔

---

(114)الاموال لابن زنجويه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر اللہ تعالی کا یہ قول بھی شاہد ہے جو اللہ تعالی نے موسی اور ہارون علیہما السلام کو فرمایا:

"اذْهَبَاإِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۔۔ فَقُولَالَه قَوْلًالَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُأَوْيَخْشَى" [طه: 43، 44]

ترجمہ: تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکشی پر اتر آیا ہے، اور اس سے نرم لہجے سے بات کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرلے یا ڈر جائے۔

فرعون جو کہ "انا ربکم الاعلیٰ" کا دعویدار تھا، کئی ہزار بچوں کا قاتل تھا اور اس وقت کی پوری مسلم امت کو غلام بنانے والا تھا، اس کے باوجود اس کے ساتھ نرم لہجے کے ساتھ گفتگو کا حکم دیا گیا تو آج کل کے مسلم حکمرانوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات واحکامات کیا ہوں گے؟

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنَّ الرِّفقَ لا يكون في شيءٍ إلاَّ زانَه، ولا يُنْزَعُ من شيءٍ إلاَّ شانَه"(115)

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے تھے:

"إنَّ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم شرع لأمَّته إيجاب إنكارالمنكر ليحصل بإنكاره مِن المعروف مايحبُّه اللهُ ورسولُه، فإذاكان إنكارُالمنكر يستلزم

(115)رواه مسلم (2594)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماهوأنكرمنه وأبغض إلى الله ورسوله، فإنَّه لايسوغ إنكارُه، وإن كان اللهُ يُبغضُه ويمقتُ أهلَه،وهذاكالإنكار على الملوك والولاةبالخروج عليهم؛فإنَّه أساسُ كلِّ شرٍّوفتنةٍإلى آخرالدهر"(116)

نبی کریم نے اپنی امت کیلئے برے کاموں پر نکیر اور سرزنش لازم قرار دیا تاکہ اس کے انکار سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدہ نیکی حاصل ہو سکے۔ پس اگر منکر کے انکار سے اس سے زیادہ برائی اور اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ ناپسندیدہ امر کا حصول لازم آتا ہو تو اس کا انکار جائز نہ ہو گا۔اگرچہ وہ عمل اللہ کو ناپسند اور اس کا ارتکاب کرنے والوں سے سخت ناراض ہوتا ہو، اور ان جیسے اعمال میں بادشاہوں اور امراء کے خلاف انکار اور ان کے خلاف خروج کرنا ہے۔کیونکہ یہ رہتی دنیا تک ہر شر اور فتنہ کی بنیاد ہے۔

امام ابن نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ويختار الكلام مع السلطان في الخلوة على الكلام معه على رؤوس الأشهاد ، بل يود لو كلَّمه سراً ، ونصحه خفية من غير ثالث لهما"(117)

حکمران کے ساتھ خلوت میں گفتگو لوگوں کے سامنے نصیحت سے زیادہ پسندیدہ ہے بلکہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ خفیہ طور پر بات کرے اور علیحدگی میں جب کوئی تیسرا نہ ہو تب اسے نصیحت کرے۔

(116) اعلام الموقعين

(117) تنبيه الغافلين عن أعمال الجاهلين، وتحذير السالكين من أفعال الهالكين ص 64 و معاملة الحكام في ضوء الكتاب والسنة (1 / 57

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ حکام کو نصیحت سب کے سامنے کرنے کی بجائے علیحد گی میں کرنی چاہیے ۔

علامہ محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولكنه ينبغي لمن ظهر له غلط الإمام في بعض المسائل أن يناصحه، ولا يظهر الشناعة عليه على رؤوس الأشهاد بل كما ورد في الحديث أن يأخذ بيده ويخلو به ويبذل له النصيحة ولا يُذل سلطان الله(118)

جس شخص کو حاکم میں کوئی غلطی نظر آئے اس کو چاہیے کہ اس کو تنہائی میں نصیحت کرے، لوگوں کے سامنے اس کو بے عزت نہ کرے، جس طرح حدیث میں آیا ہے، کہ اس کو ہاتھ سے پکڑے اور علیحد گی میں لے جائے اور پھر نصیحت کرے، اور (سب کے سامنے اس کو اسکی غلطی بتا کر) اسے ذلیل نہ کرے۔

امام الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف التشهير بعيوب الولاة وذكر ذلك على المنابر، لأن ذلك يفضي إلي الفوضى، وعدم السمع والطاعة في المعروف ويفضي إلي الخوض الذي يضر ولا ينفع" (119)

حکام کے عیوب کی تشہیر کرنا ،اور ان کو منبروں پر ذکر کرنا یہ سلف کا منہج نہیں ہے ،کیونکہ یہ افرا تفری کا سبب ہے اور اچھے کاموں میں بھی انکی بات نا ماننے اور انکی اطاعت نہ کرنے کا سبب ہے اور یہ ایسی چیز تک پہنچا دیتا ہے جو کہ وہ مضر ہے نفع نہیں دیتی ہے۔

(118)الإِلْمَامُ بِمَنْهَجِ السَّلف فِيْ التَّعَامُل مَعَ الْحُكَّام

(119)من فتوى للشيخ مطبوعة في آخررسالة ((حقوق الراعي والرعية لابن عثيمين (ص 27-28)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فإن مخالفة السلطان فيما ليس من ضروريات الدين علناً ،وإنكار ذلك عليه في المحافل والمساجد والصحف ومواضع الوعظ وغير ذلك، ليس من باب النصيحة في شيء، فلا تغتر بمن يفعل ذلك، وإن كان عن حسن نية، فإنه خلاف ما عليه السلف الصالح المقتدي بهم، والله يتولى هداك"(120)

حکام کی اعلانیہ مخالفت ایسے کاموں میں جو دین کی ضروریات میں سے نہیں، اور حکام کی مخالفت کرنا محفلوں، مسجدوں، کتابوں، اور نصیحت کی جگہوں اور اس کے علاوہ اور جگہوں پر یہ طریقہ ذرہ برابر بھی خیر خواہی والا نہیں ہے، اور جو ایسا کرتا ہے اس کے عالم ہونے سے تم دھوکہ مت کھانا، اگرچہ اس کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ ان سلف صالحین کی مخالفت کر رہا ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے، اللہ محافظ ہو تمہاری ہدایت کا۔

امام ابن فرحون رحمہ اللہ فرماتے ہیں "من تكلم بكلمة لغير موجب في أمير من أمراء المسلمين لزمته العقوبة الشديدة ،ويسجن شهراً"(121)

جس شخص نے حکام میں سے کسی حاکم کے متعلق کوئی غیر ضروری بات کی تو اس کو سخت سزا دی جانی چاہیے اور ایک مہینہ قید کیا جانا چاہیے

(120)((مقاصدالإسلام (197)))

(121) ((تبصرةالحكام))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنا

حکمرانوں کے ظلم وستم پر صبر کرنا اسلام کے بڑے اصولوں میں سے ایک بنیادی چیز ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے بنیادی عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ ہے کہ حکمران کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو،اس کے خلاف بغاوت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔اس لئے حکمران جب بھی آپ پر ظلم وستم کریں تو اس پر اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے صبر کریں۔اور یہی اسلاف کا طریقہ ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من كره من أميره شيئاً ،فليصبر عليه، فإنه ليس أحد من الناس خرج من السلطان شبراً، فمات عليه إلا مات ميتة جاهلية. [122]

کہ جو شخص اپنے حکمران میں کوئی ایسی چیز دیکھے کہ جو اس کو ناپسند ہو تو وہ اس پر صبر کرے کیونکہ تم میں سے جو بھی اس حال میں مرا کہ وہ بالشت بھر بھی حکمران سے کنارہ کش ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اور اسی طرح ایک اور جگہ پر فرمایا:

"إنهاستكون بعدي أثرة وأمورتكرهونهاقالوا:يارسول الله!فماتأمرنا؟قال:تؤدون الحق الذي عليكم،وتسألون الله الذي لكم" [123]

---

(122)صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (9 / 59) وصحيح مسلم وموافق للمطبوع - (6 / 21)

(123)متفق عليه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیشک میرے بعد ترجیحات (یعنی مستحق لوگوں پر غیروں کو ترجیح دی جائے گی) ہوں گی اور حکمرانوں سے ایسے معاملات سرزد ہوں گے کہ جو تم کو ناپسند ہوں گے۔ تو صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا حق ان کو دے دینا اور اپنے حق کا سوال اللہ سے کرنا۔

ایک اور مقام پر انصار صحابہ کرام کو نصیحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إنكم ستلقون بعدي أثرةً فاصبروا حتى تلقوني على الحوض[124]

بیشک میرے بعد تم ترجیحات پاؤگے ،پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم میرے ساتھ حوض کوثر پر آملو۔

اور اسی طرح صحابہ کرام نے اپنے تابعین عظام کو بھی یہی نصیحت کی۔ چنانچہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إني لاأدري لعلى لاألقاك بعدعامي هذا، فإن أمرعليك عبدحبشي مجدع، فاسمع له وأطع،وإن ضربك فاصبرواإن حرمك فاصبروإن أراد أمراً ينقض دينك فقل : سمعاًوطاعة،ودمي دون ديني،ولاتفارق الجماعة"[125]

سوید بن غفلۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو امیہ! مجھے پتہ نہیں شاید کہ اس سال کے بعد تجھ سے نہ مل سکوں لیکن میری ایک بات یاد رکھنا کہ اگر تجھ پر ناک کٹا ہوا حبشی غلام کو بھی امیر بنایا جائے تو

---

(124)متفق عليه

(125)مصنف ابن أبي شيبة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی بھی اطاعت کرنا، اگر وہ تجھے مارے تو اس پر صبر کرنا، اور اگر وہ تجھے محروم رکھے یعنی کچھ نہ دے تو بھی صبر کرنا اور اگر وہ کسی ایسے کام کا ارادہ کرے کہ وہ تیرے دین میں کمی پیدا کرتا ہو (یعنی تجھے کسی گناہ کا حکم دے) تو اسے کہنا کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں اور اطاعت بھی کرتا ہوں لہٰذا میرا خون حاضر ہے لیکن دین میں کوتاہی نہیں کر سکتا، اور تو جماعت سے الگ نہ ہونا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماک بن ولید حنفی نے مدینہ میں پوچھا:

: مَا تقُولُ فِي سُلْطَانٍ عَلَيْنَا يَظْلِمُونَا وَيَشْتِمُونَا وَيَعْتَدُونَ عَلَيْنَا فِي صَدَقَاتِنَا أَلَا نَمْنَعُهُمْ؟ قَالَ: لَا، أَعْطِهِمْ يَا حَنَفِيُّ ثُمَّ أَخَذَ ذِرَاعِيَّ فَغَمَزَهَا وَقَالَ: يَا حَنَفِيُّ: الْجَمَاعَةَ، الْجَمَاعَةَ، إِنَّمَا هَلَكَتِ الْأُمَمُ الْخَالِيَةُ بِتَفَرُّقِهَا، أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا}.[126]

کہ آپ کا کیا خیال ہے حکمران ہم پر ظلم کرتا ہے اور ہمیں گالیاں دیتا ہے اور ہمارے صدقات میں زیادتیاں کرتا ہے تو کیا ہم اس کو روکیں؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ان کو (صدقات) دے دو۔ پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کو دباتے ہوئے فرمانے لگے: اے حنفی! جماعت کو لازم پکڑو، جماعت کو لازم پکڑو۔ بیشک پہلی امتیں اسی وجہ سے فرقوں میں بٹ گئی تھیں۔ کیا تو نے اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں سنا کہ تم سب کے سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ بازی اختیار نہ کرو۔

(126)تفسیر ابن ابی حاتم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمران کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو، اس کے خلاف سر اٹھانا اور بغاوت کھڑی کرنا اسلام کی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأمَّا لو تغلَّب عبدٌ حقيقةً بطريقِ الشَّوْكة فإنَّ طاعتَه تجبُ إخماداً للفتنة، ما لم يأمُر بمعصية".[127]

اگر کوئی غلام بزور قوت غالب آجائے تو اس کی اطاعت فتنہ ختم کرنے کیلئے واجب ہے جب تک وہ نافرمانی کا حکم نہ دے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومَن خرج على إمامِ المسلمين وقد كان النَّاسُ اجتمعوا عليه وأقرُّوا له بالخلافة بأيِّ وجهٍ كان: بالرِّضا أو بالغلَبة، فقد شقَّ هذا الخارجُ عصا المسلمين وخالف الآثارَ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن مات الخارجُ عليه مات مِيتةً جاهليَّة".[128]

جو شخص مسلمانوں کے حاکم کے خلاف خروج کرتا ہے، اس حاکم کے خلاف جسے لوگ حاکم کے طور پر قبول کر چکے ہوں، اور اسے خلیفہ مان چکے ہوں، وہ جس طریقے سے بھی حاکم بنا ہو، تو اس خروج کرنے والے باغی نے مسلمانوں کی قوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کی مخالفت کی، اور جب یہ خروج کرنے والا مرے گا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

---

(127)فتح الباری لابن حجر: (122/13)

(128)السنَّةِلِلالّلكائي (161/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"مَن رأى مِن أميره شيئاً يكرهُه فليصبر عليه؛ فإنَّه مَن فارق الجماعةَ شِبراً فمات، إلاَّ مات مِيتةً جاهليَّة" قال: "قال ابن بطَّال: في الحديث حجَّةٌ في ترك الخروج على السلطان ولو جار، وقد أجمع الفقهاءُ على وجوب طاعة السلطان المتغلِّب والجهادِ معه، وأنَّ طاعتَه خيرٌ مِن الخروج عليه؛ لِما في ذلك مِن حَقنِ الدِّماء وتسكينِ الدَّهماء[129]

جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ اس پر صبر کرے، پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی نکلا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا، امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات دلیل ہے، حکمرانوں کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں، اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ بہ زور حکمران بننے والے کی اطاعت کرنا فرض ہے اور اس کی اقتداء میں ہی جہاد کیا جائے گا، اور اس کی اطاعت اس کے خلاف خروج سے کہیں بہتر ہے۔

(129)فتح البارى لابن حجر: (7/13) ، قطف الجني الداني شرح مقدمةرسالةابن أبي زيدالقيرواني

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

ہر ایک ملک اور علاقے کے حکمران کی اطاعت ان کی عوام پر فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت تیس سال رہے گی، اس کے بعد ملوکیت ہو گی، اور یہ بھی فرمایا اگر تم پر حبشی غلام بھی مقرر ہو تو اس کی بھی اطاعت کرو، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حبشی خلیفہ نہیں بن سکتا، اس کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی اطاعت کرو، اور صحابہ کرام کے دور میں ایک طرف علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی، دوسری طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی، ہر علاقے کے لوگ اپنے حاکم کی اطاعت کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کبیر میں نقل کیا ہے:

عن عون السهمي أتيت أَبَا أمامة فَقَالَ لا تسبوا الحجاج فإنه عليك أمير وَلَيْسَ عَليّ بأمير، (130)

عون سہمی فرماتے ہیں میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا حجاج کو گالی مت دینا کیونکہ وہ تمہارا حاکم ہے اور میرا حاکم نہیں ہے۔

اس لئے کہ حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تھا اور ابو امامہ شام میں تھے یہ بالکل واضح دلیل ہے کہ ہر علاقے کے لوگوں پر اپنے حاکم کی اطاعت فرض ہے۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے تھے:

والسنة أن يكون للمسلمين إمام واحد والباقون نوابه فاذا فرض ان الامة خرجت عن ذلك لمعصية من بعضها وعجز من الباقين أوغيرذلك

(130)التاريخ الكبير

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فكان لها عدة أئمة لكان يجب على كل إمام أن يقيم الحدود ويستوفي الحقوق۔[131]

سنت یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک حکمران ہو اور باقی اس کے نائب ہوں، اگر امت کسی معصیت یا باقیوں کی کمزوری یا کسی اور وجہ سے اس ایک حکمران سے نکل جائے اور اس کے کئی ایک حکمران بن جائیں تو ہر امام پر ضروری ہو گا کہ وہ حدود کو قائم کرے اور حقوق کو ادا کرے۔

اسی طرح امام محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ فرماتے تھے:

الأئمة مجمعون من كل مذهب، على أن من تغلب على بلد أو بلدان له حكم الإمام في جميع الأشياء، ولولا هذا ما استقامت الدنيا، لأن الناس من زمن طويل قبل الإمام أحمد إلى يومنا هذا، ما اجتمعوا على إمام واحد، ولا يعرفون أحدا من العلماء ذكر أن شيئا من الأحكام، لا يصح إلا بالإمام الأعظم.[132]

تمام مذاہب کے ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کوئی کسی ایک علاقے یا زیادہ علاقوں پر غالب اور قوت سے حاکم بن جائے تو وہ ہر چیز میں امام کہلائے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو دنیا کا نظام نہیں چل سکتا، کیونکہ لوگ ایک طویل زمانہ سے (امام احمد کے زمانے سے قبل سے لے کر) ہمارے آج کے دن تک ایک امام پر اکٹھے نہیں ہوئے، اور نہ ہی علماء میں سے کسی ایک نے بھی ایسے احکامات بیان کئے جو صرف امام اعظم کی موجودگی میں ہی نافذ ہوں گے۔

---

(131)[مجموع الفتاوى - ابن تيمية عدد الأجزاء : 35ص 175]

(132) الدرر السنية في الأجوبة النجدية ج٩ ص٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

وأما بعد انتشار الإسلام واتساع رقعته وتباعد أطرافه فمعلوم أنه قد صار في كل قطر أو أقطار الولاية إلى إمام أو سلطان وفي القطر الآخر أو الأقطار كذلك ولا ينفذ لبعضهم أمر ولا نهي في قطر الآخر وأقطاره التي رجعت إلى ولايته فلا بأس بتعدد الأئمة والسلاطين ويجب الطاعة لكل واحد منهم بعد البيعة له على أهل القطر الذي ينفذ فيه أوامره ونواهيه وكذلك صاحب القطر الآخر فإذا قام من ينازعه في القطر الذي قد ثبتت فيه ولايته وبايعه أهله كان الحكم فيه أن يقتل إذا لم يتب ولا تجب على أهل القطر الآخر طاعته ولا الدخول تحت ولايته لتباعد الأقطار فإنه قد لا يبلغ إلى ما تباعد منها خبر إمامها أو سلطانها ولا يدرى من قام منهم أو مات فالتكليف بالطاعة والحال هذه تكليف بما لا يطاق وهذا معلوم لكل من له اطلاع على أحوال العباد والبلاد فإن أهل الصين والهند لا يدرون بمن له الولاية في أرض المغرب فضلا عن أن يتمكنوا من طاعته وهكذا العكس وكذلك أهل ما وراء النهر لا يدرون بمن له الولاية في اليمين وهكذا العكس فاعرف هذا فإنه المناسب للقواعد الشرعية والمطابق لما تدل عليه الأدلة ودع عنك ما يقال في مخالفته فإن الفرق بين ما كانت عليه الولاية الإسلامية في أول الإسلام وما هي عليه الآن أوضح من شمس النهار ومن أنكر هذا فهو مباهت لا يستحق أن يخاطب بالحجة لأنه لا يعقلها.(133)

(133)السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار ص941

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے پھیلاؤ، اس کے رقبہ کی وسعت اور سرحدوں کے دور دور ہو جانے کے بعد یہ معلوم ہے کہ ہر علاقے یا صوبے کے مختلف علاقوں میں الگ حاکم یا سلطان ہے جو دوسرے علاقوں کے حکمرانوں سے مختلف ہے اوران میں سے کسی کا دوسرے علاقے میں حکم بھی نہیں چلتا، تو ان ائمہ اور سلاطین کی تعداد کے زیادہ ہونے میں کوئی حرج نہیں اور ان میں سے ہر ایک کی اطاعت اس کی بیعت کے بعد اس شہر کے باسیوں پر لازم ہے جس میں اس کے اوامر ونواہی کا نفاذ ہوتا ہے اسی طرح دوسرے علاقے کے حاکم سے متعلق بھی وہاں کے باسیوں پر یہی حکم نافذ ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص ایسے علاقے میں کھڑا ہو کر اس کے حاکم کے خلاف خروج کرتا ہے جس میں اس حاکم کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور اس کے باسی اس کی بیعت کر چکے ہیں تو حاکم اسے اس کے توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کر سکتا ہے۔ اور دوسرے شہر کے باسیوں کیلئے شہروں کی دوری کی وجہ سے اس حاکم کی اطاعت اور اس کی ولایت میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کو اس سے دور رہنے والے امام اور سلطان کی خبر ہی نہیں پہنچتی اور اسے علم ہی نہیں ہو پاتا کہ ان میں سے کس کی حکومت قائم ہوئی یا کون ان میں سے وفات پا گیا۔ چنانچہ اس حالت میں انھیں اطاعت کا مکلف بنانا تکلیف ما لایطاق ہے۔ اور یہ بات تو ہر اس شخص کو معلوم ہے جسے علاقوں اور لوگوں کے حالات کا علم ہے۔ پس اہل ہند وچین کو علم نہیں ہو پاتا کہ مراکش میں حکومت کس کی ہے چہ جائیکہ ان کیلئے اس حاکم کی اطاعت کرنا ممکن ہو۔ اسی طرح ماوراء النہر کے باسیوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یمن میں کس کی حکومت ہے اور نہ یمن والے ماوراء النہر کے حاکم سے واقف ہوتے ہیں۔ اس کو اچھی طرح سے جان لیجئے کیونکہ یہ شرعی قواعد کیساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مناسب ہے اور دلائل جس چیز پر دلالت کرتے ہیں اس کے عین مطابق ہے۔ اور جو کچھ اس کی مخالفت میں کہا جاتا ہے اسے بالکل چھوڑ دیں۔ کیونکہ اوائل اسلام میں اسلامی حکومت جس حال میں تھی اور آج کل جس حال میں ہے اس کے درمیان فرق اظہر من الشمس ہے اور جو کوئی اس کا انکاری ہو وہ کم عقل ہے اس بات کا مستحق ہی نہیں کہ اس کے ساتھ دلائل کی بنیاد پر بات کی جائے کیونکہ وہ ان کو سمجھتا ہی نہیں۔

ان سب باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں بارڈر نہیں ہے پوری دنیا ایک ہی ملک ہے جہاں چاہو جاؤ بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:«الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ»[134] "مسلمان اپنی شرطوں پر پورے اترتے ہیں" اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلاَثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ ». كَأَنَّهُ يَقُولُ لاَ يَزِيدُ عَلَيْهَا.[135]

"مہاجرین حج کی ادائیگی کے بعد صرف تین دن قیام کر سکتے ہیں" گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس سے زیادہ کوئی نہ رہے۔ یہ رد ہے ان لوگوں کا جو سعودی عرب کی حکومت کی اجازت کے بغیر حج یا عمرے پر جاتے ہیں۔ اور وہاں پر حج کے مواقف یعنی منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں ہلچل اور افراتفری کا سبب بنتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر ملک کے اپنے اپنے معاہدات اور قوانین اور بارڈر ہوتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں کوئی بارڈر پاسپورٹ وغیرہ کا کوئی تصور نہیں ہیں انکا مقصد یہ ہے کہ

(134) سنن أبي داود . محقق وبتعليق الألباني - (3 / 332 و اخرجه البخارى تعليقا

(135)صحيح مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہاں ہر ایک مسلم پر اسلام کی وجہ سے کافر ظلم کرے تو دنیا کے تمام مسلمانوں پر انکی مدد فرض ہیں۔ان کی یہ بات بلکل؛غلط ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینهم میثاق

ترجمہ(اور اگر وہ تم سے دین کے معاملے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد فرض ہے۔مگر ایسی (کافر) قوم (کے خلاف تم مسلمانوں کی مدد نہیں کرسکتے) کہ جنکے اور تمہارے درمیان معاہدے ہو۔اور ہر ملک کے اپنے معاہدے اور اصول ہوتے ہیں۔جیسا کہ اس وقت ہمارے (پاکستان) اور بھارت کے درمیان لڑائی کی کیفیت ہے جب کہ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک کے بھارت کیساتھ معاہدے ہیں تو ہمیں ان مسلم ممالک کیخلاف نہیں بولنا چاہیے کیونکہ شریعت میں ان کے اوپر ان معاہدوں کی پاسداری لازم اور ضروری ہے جبکہ یہ مسلم حکمران نہ تو بزدل ہیں نہ بے غیرت اور نہ ہی ان کے غلام بلکہ ان معاہدوں کی وجہ سے خاموش ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

عظیم فریضہ جہاد بھی حکمرانوں کی معیت میں کیا جائے گا

حکمران کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو، جہاد اسی کی نگرانی اور سالاری میں کیا جائے گا۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ ہمیں یہی سبق سکھلاتی ہے۔ اور اس پر علمائے امت کا اجماع بھی ہے ۔ چنانچہ امام حرب رحمہ اللہ اپنی کتاب "عقیدۃ الحرب" میں فرماتے ہیں:

"والجهاد ماض قائم مع الأئمة بروا أو فجروا، ولا يبطله جور جائر ولا عدل عادل، والجمعة والعيدان والحج مع السلطان وإن لم يكونوا بررة عدولا أتقياء "(136)

جہاد حکمرانوں کے نگرانی میں ہی جاری وساری رہے گا۔ چاہے وہ حکمران نیک ہو یا بد۔ اس کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل ختم نہیں کر سکے گا اور اسی طرح جمعہ، عیدین کی نماز اور حج بھی حکمران کے نگرانی ہی میں ہو گا۔ چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ اللہ رب العزت کا فرمان بھی اسی بات کی گواہی دیتا ہے:

"أَلَم تَرَإِلَى الْمَلَإِمِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِن بَعْدِمُوسَى إِذْقَالُواالِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَامَلِكًا نُقَاتِل فِي سَبِيل اللَّهِ" (137)

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ طالوت بادشاہ کی نگرانی میں بنی اسرائیل کے نبی اور ان کے اصحاب قتال کرتے تھے تو کیا آج ہم اپنے حکمرانوں کی نگرانی میں دینی معاملات

---

(136)حادي الأرواح،ص 401

(137)البقرة: 246

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص جہاد سر انجام نہیں دے سکتے بلکہ پرانی امتوں کے واقعات تو ہمارے لئے باعث سبق و عبرت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"(138)

اور اسی طرح سلف میں سے دو بڑے امام، امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ رحمہا اللہ اسی اجماع کی تصریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أدركنا العلماء في جميع الأمصار حجازاً وعراقاً، ومصراً، وشاماً ويمناً فكان من مذهبهم : نقيم فرض الجهاد مع أئمة المسلمين، لا يبطله شيء، والحج كذلك"(139)

ہم نے تمام علاقوں کہ جن میں حجاز، عراق، مصر، شام اور یمن شامل ہیں، کے علماء کا جائزہ لیا تو یہ بات سمجھ آئی کہ ان سب کا یہی عقیدہ ہے کہ جہاد مسلم حکمرانوں کے نگرانی میں ہی فرض ہوتا ہے۔ اس کو کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی، اور حج کا بھی یہی معاملہ ہے۔

اور جو شخص حکمرانوں کی دی گئی تکالیف پر صبر کرکے جہاد کرتا ہے، اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں خوشخبری سنائی کہ:

أول ثلة يدخلون الجنة الفقراء المهاجرون الذين تتقى بهم المكاره إذا أمروا سمعوا وأطاعوا وإن كانت للرجل منهم حاجة إلى السلطان لم تقض له حتى يموت وهي في صدره وإن الله عز وجل ليدعويوم القيامة الجنة فتأتي بزخرفها وزينتها فيقول: أين عبادي الذين قاتلوا في سبيلي وقوتلوا وأوذوا في سبيلي وجاهدوا في سبيلي ادخلوا الجنة

---

(138)يوسف: 111]

(139)شرح أصول اعتقادأهل السنةوالجماعةللالكائي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فيدخلونها بغير حساب وتأتي الملائكة فيسجدون فيقولون: ربنا نحن نسبح بحمدك الليل والنهار ونقدس لك من هؤلاء الذين آثرتهم علينا؟ فيقول الرب عز وجل: هؤلاء عبادي الذين قاتلوا في سبيلي وأوذوا في سبيلي فتدخل عليهم الملائكة من كل باب {سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار(140)}(141)

سب سے پہلا گروہ کہ جو جنت میں داخل ہو گا، وہ وہ گروہ ہو گا کہ جس میں فقراء اور وہ مہاجر شامل ہوں گے کہ جن کی وجہ سے سخت ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا ہے (اور ان کا کام کیا تھا کہ) انہیں جب حکم دیا جاتا تھا تو وہ سنتے تھے اور اطاعت کرتے تھے۔ اور ان میں سے اگر کسی کو کوئی حکمران سے حاجت ہوتی تھی تو وہ اس حاجت کو حکمران کے آگے بیان نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ وہ فوت ہو جاتا تھا لیکن اس کی حاجت اس کے سینے میں ہی مدفون ہوتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا تو وہ اپنی زینت اور نعمتوں کے ساتھ حاضر ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے وہ بندے کہاں ہیں جو میرے راستے میں لڑے اور ان سے قتال کیا گیا اور میرے راستے میں انکو تکالیف دی گئی؟۔ (پھر اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے گا کہ) بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو فرشتے آئیں گے اور سجدہ کرتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم تیری دن، رات تسبیح بیان کرتے تھے اور تیری پاکیزگی بیان کرتے تھے تو یہ کون لوگ ہیں کہ جن کو تو نے ہم پر فضیلت دی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ میرے وہ بندے ہیں کہ جو میرے راستے میں لڑے اور میرے راستے میں انہیں تکالیف دیں

---

(140)الرعد : 24

(141)الصحيحة: 2559

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئیں، تو فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہوں گے اور کہیں گے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبى الدار

اور اسی طرح صحابہ کرام نے بھی حاکم کیساتھ ملکر لڑنے کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ ابو حمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حکمرانوں کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف لڑائی کرنے کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ جائز ہے؟ حالانکہ انہوں نے دین میں کئی بدعات ایجاد کی ہیں ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ

"تقاتل على نصيبك من الآخرة،ويقاتلون على نصيبهم من الدنيا" (142)

ہاں ان کے ساتھ ملکر لڑو کیونکہ تم اپنا حصہ آخرت میں پانے کیلئے لڑو گے اور وہ اپنا حصہ دنیا میں پانے کیلئے لڑیں گے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فیصلہ تھا۔ چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سألت بن عمر عن الغزو مع أئمة الجور وقد أحدثوا فقال اغزوا"(143)

کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف لڑائی کرنے کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ جائز ہے؟ حالانکہ انہوں نے دین میں کئی نئی چیزیں ایجاد کی ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے ساتھ مل کر لڑو۔

---

(142)مصنف ابن أبي شيبة

(143)مصنف ابن أبي شيبة: 33382

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور جابر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فیصلہ تھا۔ چنانچہ سلیمان الیشکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا ہم گمراہ لوگوں کے خلاف حکمران کے ساتھ ملکر لڑائی کریں؟:

تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں "اغز،فإنماعليك ماحملت، وعليهم ماحملوا" (144)

ان کے ساتھ ملکر لڑو، کیونکہ جو تم اعمال کروگے اس کا حساب تم پر ہے اور ان کا حساب ان پر ہے۔

مغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بنو مروان کی نگرانی میں جہاد کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، اور ان غلطیوں کا بھی ذکر کیا گیا جو وہ کر رہے ہیں؟ تو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ" إن عرض به إلا الشيطان ليثبطهم عن جهاد عدوهم)(145)

یہ سارے شبہات شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ لوگ اپنے دشمن کے خلاف جہاد چھوڑ دیں۔

یہی وجہ ہے کہ بہتر سال سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ کشمیر کا جہاد، جہاد نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی لگام حکمرانوں کے ہاتھ میں ہے اور حکمران درست نہیں ہے اور یہ شبہ شیطان کی طرف سے ہے۔

مزید سلف وصالحین کے اقوال اور فتاوی کہ جہاد حکمرانوں کی نگرانی میں ہونا چاہیے۔

---

(144)مصنف ابن أبي شيبة 499/12) في الجهاد، في الغزو مع أئمة الجور

(145)وأخرج سعيدبن منصورفي سننه 153/2)،ورواه ابن أبي شيبة - أيضاً - بنحوه (449/12)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ:

"باب الجهاد ماض مع البر والفاجر لقول النبي صلى الله عليه وسلم الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة"

باب کہ جہاد ہمیشہ حکمرانوں کے ساتھ ہی جاری وساری رہے گا چاہے حکمران نیک ہو یا بد کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کیلئے خیر رکھ دی گئی ہے۔

اور اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"والغزو ماض مع الإمام إلى يوم القيامة البر والفاجر لا يترك وقسمة الفيء وإقامة الحدود إلى الأئمة ماض ليس لأحد أن يطعن عليهم ولا ينازعهم " (146)

جہاد ہمیشہ حکمرانوں کے ساتھ ہی جاری وساری رہے گا چاہے حکمران نیک ہو یا بد، اس کو چھوڑا نہیں جائے گا، اور اسی طرح حدود کا قیام بھی ہمیشہ حکمرانوں کے ساتھ ہی رہے گا۔ لہٰذا کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان پر طعن و تشنیع کرے یا ان کے ساتھ جھگڑا کرے۔

اور محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق الحاکم رحمہ اللہ اپنی کتاب شعار اصحاب الحدیث میں فرماتے ہیں کہ:

والجهادمع كل خليفة جهادالكفارلك جهاده وعليه شره(147)

ہر خلیفہ کے ساتھ ملکر جہاد کرنا چاہیے تیرے لئے کفار کے ساتھ جہاد صحیح کا ثواب ہے جب کہ اس کا شر اسی پر ہے۔

---

(146)أصول السنة المؤلف : أبوعبدالله أحمدبن محمدبن حنبل الشيباني

(147)شعارأصحاب الحديث ـالمؤلف : محمدبن محمدبن أحمدبن إسحاق الحاكم أبوأحمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ابو عثمان اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ویرون جهادالکفرةمعهم وإن كانوا جورة فجرة"[148]

سلف حکمرانوں کے ساتھ ملکر کافروں کے ساتھ جہاد کرنا جائز قرار دیتے ہیں چاہے وہ حکمران فاجر اور گناہوں سے روسیاہ ہی کیوں نہ ہوں۔

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"مضت السنةبأن يغزى مع ا لأمير براكان أوفاجرا"[149]

سنت یہ ہے کہ ہر قسم کے حکمران، چاہے وہ نیک ہو یا بد، ان کے ساتھ ملکر غزوہ کیا جائے گا۔

مزید امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

يَرَوْنَ إِقَامَةَالْحَجِّ وَالْجِهَادِوَالْجُمَعِ وَالأَعْيَاد مَعَ الأُمَرَاءِأَبْرَارًا كَانُوا أَوْفُجَّارًا"[150]

سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ حج، جہاد، جمعہ اور عیدوں کا قیام حکمرانوں کے ساتھ ہی ہو گا چاہے وہ نیک ہوں یا بد۔

العقیدۃ الواسطیۃ کے شرح میں المصلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فإن هذا الأمور من الحج، والجمع، والأعياد، ((والجهاد لا يقوم بها إلا ولاة الأمور، فلو اشترط للقيام بها برهم، وصلاحهم لتعطلت هذه الشعائر، وانمحت. وبهذا مضت السنة ،فإن الصحابة كانوا يصلون

---

(148)عقيدةالسلف أصحاب الحديث: تأليف أبوعثمان إسماعيل بن عبدالرحمن الصابوني (توفي سنة 449ھ)

(149) (الإِلْمَامُ بِمَنْهَجِ السَّلف فِي التَّعَامُلِ مَعَ الْحُكَّام ج1 ص17)

(150)عقيده الو اسطية (122مع شرح العلامة خليل الهراس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الجمعة، والجماعة خلف الأئمة الفجار،ومن أصول أهل السنة والجماعة الغزو مع كل بر، وفاجر، فإن الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر، وبأقوام لا خلاق لهم كما أخبر بذلك النبي صلى الله عليه وسلم(151)

کیونکہ یہ امور، حج، جمعہ، عیدین، اور جہاد، ان کو صرف ولی الامر (حاکم) ہی انجام دیتے ہیں ،اگر ان امور کی انجام دہی کیلیے ولی الامر کا نیک صالح ہونا شرط کیا جاے تو یہ شعائر اسلام معطل ہو کر مٹ جائیں گے، اسی پر سنت جاری ہو چکی ہے اس لیے صحابہ کرام برے حاکموں کے پیچھے جمعہ اور عیدین کی نمازیں پڑھتے تھے، اہل السنت کے اصولوں میں سے غزوہ کرنا ہے ہر اچھے برے حاکم کیساتھ، کیونکہ اللہ تعالی اس دین کی مدد فرماتاہے ایک فاسق کے ذریعے، اور ایسی قوموں کیساتھ جن کا اخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتاہے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے۔

اسی طرح ابن بطہ العکبری رحمہ اللہ علماء کے اجماع کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وقدأجمع العلماء من أهل الفقه والعلم من أول هذه الأمةإلى وقتنا هذا:أن صلاة الجمعة، والعيدين، ومنى، وعرفات ،والغزو، والجهاد، والهدي ،مع كل أميربرأوفاجر"(152)

عہد صحابہ سے لے کر آج تک کے علماء امت کے تمام اہل فقہ اور صالح علماء نے اس بات پر اجماع کیاہے کہ حج، جہاد، جمعہ اور عیدوں کا قیام حکمرانوں کے ساتھ ہی ہو گا چاہے وہ نیک ہوں یا برے۔

---

(151)شرح العقيدة الواسطية، المصلح (167/1)

(152)الإبانةالصغرى لابن بطةالعكبري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ اَلسُّنَّةِ إِنَّ اَلْحَجَّ وَالْجِهَادَ مَعَ كُلِّ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ مِنْ اَلسُّنَّةِ وَالْحَقِّ، وَقَدْ فَرَضَ اَللَّهُ اَلْحَجَّ فَقَالَ: وَلِلَّهِ عَلَى اَلنَّاسِ حِجُّ اَلْبَيْتِ مَنِ اِسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا.وَأَعْلَمنَا بِفَضْلِ اَلْجِهَادِ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ، وَقَدْ عَلِمَ أَحْوَالَ اَلْوُلَاةِ اَلَّذِينَ لَا يَقُومُ اَلْحَجُّ وَالْجِهَادُ إِلَّا بِهِمْ فَلَمْ يَشْتَرِطْ وَلَمْ يُبَيِّنْ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا.[153]

اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال میں سے یہ قول بھی ہے ہر فاسق فاجر حکمران کیساتھ حج اور جہاد کرنا حق ہے اللہ تعالی نے حج کو فرض کیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا، اللہ ہی کیلیے لازم ہے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا جس کو زاد راہ کا استطاعت ہو، اور ہمیں کئی جگہوں میں جہاد کی فضیلت بھی اپنی کتاب میں بتلایا ہے، اللہ کو ان حاکموں کی حالات کا بھی پتہ تھا جنکے بغیر حج و جہاد قائم نہیں ہوتا ہے پھر بھی (اللہ تعالی نے حکمرانوں کے نیک ہونے کی نہ شرط لگائی اور نہ بیان کیا، اور اللہ تعالی بھولنے والا نہیں۔

امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وأجمعوا على السمع والطاعة لأئمة المسلمين وعلى أن كل من ولي شيئاً من أمورهم عن رضى أو غلبة وامتدت طاعته من بر وفاجر لا يلزم الخروج عليهم بالسيف جار أو عدل، وعلى أن يغزوا معهم العدو، ويحج معهم البيت، وتدفع إليهم الصدقات إذا طلبوها ويصلى خلفهم الجمع والأعياد[154]

---

(153)كتاب أصول السنةلابن أبي الزمنين

(154)رسالةإلى أهل الثغرباب الأبواب لأبي الحسنالأشعري (ت/ 324 ه)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدثین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ مسلمانوں کے حکمرانوں کی بات ماننا اور انکی اطاعت کرنا لازم ہے، اور جو بھی مسلمانوں کے کاموں کے ذمہ دار بنے خواہ مسلمانوں کی رضامندی سے ہو یا زبردستی سے، اور انکی حکومت اور اطاعت کچھ قائم رہی، خواہ وہ نیک ہو یا برا، انکے خلاف تلوار کیساتھ خروج کرنا لازم نہیں، خواہ وہ ظلم کریں یا عدل، اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کی معیت میں دشمن کیساتھ غزوہ کریں، اور انکے ساتھ بیت اللہ کا حج کریں، اور انکو صدقات وزکات دیا کریں اگر وہ مانگیں۔ اور انکے پیچھے جمعہ عیدین کی نمازیں ادا کریں۔

اور یہی بات امام ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی کہ:

مسألة: ويغزى أهل الكفر مع كل فاسق من الأمراء وغير فاسق[155]

اہل کفر کے خلاف حکمران کے ساتھ مل کر لڑا جائے گا چاہے حکمران فاسق ہو یا دین دار ہو۔

اور اسی طرح امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ سلف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

وقدِاسْتَدَلَّ جَمَاعَةٌمِنَ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّ الْجِهَادَمَاضٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْتَ رَايَةِكُلّ بَرٍّوَفَاجِر مِنَ الْأَئِمَّةِ بِهَذَاالْحَدِيثِ وَذَلِكَ أَنّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ فِيهِ"إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْمُجَاهِدُونَ تَحْتَ رَايَاتِهِ يَغْزُونَ"[156]

---

(155) المحلى لابن حزم

(156)الاستذكار،المؤلف: أبوعمر يوسف بن عبدالله بن محمدبن عبدالبر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علماء کی ایک جماعت نےاس حدیث سے استدلال کیاہے کہ ہر قسم کے حکمران کے جھنڈے تلے،چاہے وہ نیک ہو یافاجر قیامت تک جہاد جاری رہے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علی وسلم نے اسمیں فرمایاہے کہ قیامت تک جہاد جاری رہیگا ،اور مجاہدین ان حکمرانوں کے جھنڈے تلے جہاد کرتے رہیں گے۔ خواہ وہ نیک ہوں یابرے۔

لیکن ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ جس طرح جہاد حکمران کے ساتھ کرناضروری ہے۔ بالکل اسی طرح اس کی اجازت کے بغیر جہاد کرنا منع ہے۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے الشیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"لايجوزغزوالجيش إلابإذن الإمام مهماكان الأمر؛لأن المخاطب بالغزو والجهاد هم ولاة الأمور، وليس أفرادالناس، فأفرادالناس تبع لأهل الحل والعقد، فلايجوز لأحدأن يغزودون إذن الإمام إلاّعلى سبيل الدفاع،وإذافاجأهم عدو يخافون كلَبه فحينئذلهم أن يدافعواعن أنفسهم لتعين القتال إذا " (157)

کسی کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ امام کی اجازت کی بغیر جہاد کرے،کیونکہ جہاد کے حکم کے مخاطب حکمران ہی ہیں نہ کہ عوام الناس۔ کیونکہ عام لوگ انہیں حکمرانوں کے پیروکار ہیں،لہٰذا کسی کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ امام کی اجازت کے بغیر جہاد کے نام سے لڑائی کرے سوائے دفاع کی صورت میں ،جب دفاعی صورت حال پیدا ہو جائے تو حکمران کی اجازت لیناضروری نہیں۔

(157)الشرح الممتع على زادالمستقنع ، المؤلف : محمدبن صالح بن محمدالعثيمين (المتوفى : 1421هـ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہا یہ سوال کہ ہر شخص کو اجازت کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہر شخص کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنی مرضی سے لڑائی کرے اور جب چاہے وہ اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے لڑائی شروع کر دے تو اس کے ساتھ امن وامان کی صورت حال بر قرار رکھنا مشکل ہو جائے گا، اور اس کے ساتھ کفار اپنے مذموم مقاصد کو پورا کر سکیں گے۔ اور ہر شخص دوسرے مسلم کے خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ لہٰذا ہمیں اسلام کے اس حکم کی مصلحت کو سمجھتے ہوئے حکمرانوں کی اجازت کے بغیر قتال نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر دفاعی صورت حال پیدا ہو جائے، تو تب قتال کرنا جائز ہے۔ اور جب حکمران قتال کیلئے پکارے تو اس کی پکار پر لبیک کہنا چاہیے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کا یہی حکم ہے۔ اور اسی میں ہی کامیابی وفلاح مضمر ہے۔

اوراس کی یہی وجہ ہے کہ جہاد ایک انفرادی عمل نہیں ہے، جسے کوئی جماعت یا گروہ یا امت مسلمہ کا ایک فرد کر سکتا ہو، بلکہ جہاد ایک اجتماعی عمل ہے، اور اجتماعی مفاد کیلئے ہوتا ہے، اس لئے اس میں جرنیلوں کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔

جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ہم حکمرانوں کی نگرانی میں لڑتے تو ہیں، اور ہمیں انکی پالیسیوں کا پتہ نہیں ہوتا،، جب وہ صلح کرتے ہیں تو ہم بھی صلح کرتے ہیں، اور جب وہ لڑتے ہیں تو ہم بھی لڑتے ہیں، تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ فرمایا

"قاتل مع المسلمين عدوهم"[158]

"تم مسلمانوں کے ساتھ (یعنی مسلم حکمرانوں سے) مل کر قتال کرو۔

(158)مصنف عبدالرزاق 9613

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نےباس بات پر اپنی کتاب میں باب باندھا ہے فرماتے ہیں:

وَأَمْرُ الْجِهَادِ مَوْكُولٌ إِلَى الْإِمَامِ وَاجْتِهَادِهِ، وَيَلْزَمُ الرَّعِيَّةَ طَاعَتُهُ فِيمَا يَرَاهُ مِنْ ذَلِكَ.(159)

جہاد کا فریضہ شریعت نے حکمرانوں اور ان کے اجتہاد کے سپرد کر دیا ہے، اور جو مناسب سمجھیں، عوام کو انکی ہر حال میں اطاعت کرنا لازم ہے۔

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قِيلَ لأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَدْرَكُوا مَا أَدْرَكُوا مِنَ الظُّلْمِ: أَتَغْزُو مَعَ هَؤُلاءِ وَهُمْ يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ. فَكُلُّهُمْ قَالَ: اغْزُ عَلَى سَهْمِكَ مِنَ الإِسْلامِ، فَإِنْ غَلُّوا فَلا تَغْلُلْ، وَإِنْ خَانُوا فَلا تَخُنْ، وَإِنْ أَفْسَدُوا فَلا تُفْسِدْ، وَإِنْ عَصَوْا فَلا تَعْصِ، قَاتِلْ عَلَى حَظِّكَ مِنَ الآخِرَةِ، وَدَعْهُمْ يُقَاتِلُوا عَلَى حَظِّهِمْ مِنَ الدُّنْيَا، وَإِيَّاكَ وَأَذَى الْمُؤْمِنِينَ.(160)

رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ کے صحابہ نے جب انہوں نے بہت ظلم پایا(یعنی حجاج بن یوسف کے دور کا ظلم) تو انکو کہا گیا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ مل کر قتال کرتے رہو حالانکہ وہ یہ یہ کام کرتے ہیں تو صحابہ کرام نے جواب میں کہا، تم اسلام میں سے اپنے حصے کا قتال کرو، اگر وہ حسد کریں تو تم حسد نہ کرنا، اگر وہ خیانت کریں تو تم خیانت نہ کرنا، اگر وہ فساد کریں تو تم فساد نہ کرنا، اگر وہ نافرمانی کریں تو تم نافرمانی نہ کرنا، تم اپنی

---

(159)المغني لابن قدامة : (7423)

(160)قدوةالغازي،أبوعبدالله محمدبن عبدالله بن عيسى بن محمدالمري،الإلبيري المعروف بابن أبي زَمَنِين المالكي(المتوفى: 399ھ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنت کیلئے قتال کرو، اور انکو چھوڑ دو وہ قتال کرتے رہیں دنیا حاصل کرنے کیلئے، اور اپنے آپ کو دہشت گردی سے بچاؤ (یعنی ایمان والوں کو تکلیف دینے سے)۔

کیونکہ ایمان والے اللہ تعالی کے ہاں قابل احترام ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

لَزَوَالُ الدُّنْيَاأَهْوَن عَلَى الله مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ(161)

اور فرمایا:"لوأن أهل السماءوأهل الأرض اشتركوافي دم مؤمن لأكبهم الله في النار (162)

اللہ تعالی کے نزدیک پوری دنیا کے زوال بہت ہلکا ہے ایک مسلمان کے قتل کرنے سے، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک مومن کے قتل میں آسمان اور زمین والے شریک ہو جاتے ہیں تو سب کو اللہ تعالی جہنم میں ڈال دے گا۔

ان دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جہاد ریاست کے ساتھ مل کر کرنا ضروری ہے اور رد ہے ان لوگوں کا جو صحیح مجاہدین کو طعنہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ تو آئی ایس آئی اور فوج کی نگرانی اور مفاد میں جہاد کر رہے ہیں اور آپ لوگ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ کشمیر بنے گا پاکستان۔

---

(161) سنن الترمذي - شاكر + ألباني - (4 / 16) قال الشيخ الألباني : صحيح

(162)،المسند الجامع - (14 / 144)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

رمضان اور عید بھی حکمرانوں کے ساتھ ہی کرنا ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصوم يوم تصومون، والفطر يوم تفطرون، والأضحى يوم تضحون "(163)

روزہ کا دن وہ ہوگا جس دن تم روزہ رکھو گے، اور عید الفطر کا دن وہ ہوگا جس دن عید مناؤ گے، اور عید الاضحی کا دن وہی ہوگا جس دن تم قربانیاں کرو گے۔

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وفسر بعض أهل العلم هذا الحديث، فقال:إنما معنى هذا الصوم والفطر مع الجماعة وعظم الناس"

اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے بعض محدثین فرماتے ہیں:اس حدیث کا معنٰی یہ ہے کہ روزہ رکھنے اور چھوڑنے کا دن مسلمانوں کی جماعت (حاکم) اور جم غفیر کے ساتھ ہوگا۔

عبد العزیز بن حکیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ہم رمضان سے پہلے روزے رکھتے ہیں اور کوئی ناغہ نہیں کرتے تاکہ ہم سے رمضان فوت نہ ہو جائے تو آپ فرمانے لگے :

"أف،أف،صوموا مع الجماعة". (164)

---

(163)[الصحيحة: 224]

(164)وإسناده حسن إن شاءالله، روى حنبل في مسائلة-كمافي زادالمعاد 2 / 49

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

افسوس، افسوس تم پر، مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ روزے رکھو۔

عن عمرو بن مهاجر أن عمر بن عبد العزيز رحمه الله أنكر على محمد بن سويد الفهري لما أفطر أو اضحى قبل الناس بيوم"[165]

عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے محمد بن سوید فہری پر انکار کر دیا اس کام پر کہ جب انہوں نے عید منایا تھا لوگوں سے ایک دن پہلے کی تھی۔

امام ابن ابي شیبہ رحمہ اللہ اس دن کے روزے کے بارے میں جس میں شک ہو فرماتے ہیں:

عن إبراهيم والشعبي أنهما قالا: لا تصم إلا مع جماعة الناس"[166]

ابراہیم اور شعبی رحمہا اللہ نے فرمایا: تم ہر گز روزہ نہ رکھو مگر لوگوں کے ساتھ۔

مع "جماعۃ الناس" سے مراد حاکم وقت ہے اس لیے کہ لوگوں کا جمع ہونا اور متفق ہونا اور جماعت حکومت کے ذریعے سے بنتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والجمعة والعيدان والحج مع السلطان وإن لم يكونوا بررة عدولا أتقياء" [167]

جمعۃ المبارک، دونوں عیدیں اور حج حکمران کے ساتھ ہو گا اگرچہ وہ نیک، عادل اور متقی پرہیز گار نہ بھی ہوں۔

(165)وروى ابن أبي شيبة في كتاب الصوم: في الهلال يرى وبعض الناس قدأكل 3 / 69،وإسنادهحسن

(166)روى ابن أبي شيبةفي الصيام

(167){طبقات الحنابلة ج1ص26}

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح برصغیر کے مشہور و معروف عالم نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والجمعة والعيدان والفطر والأضحى والحج مع السلاطين و ملوك الإسلام وإن لم يكونوا بررة عدولا أتقياء"(168)

جمعہ، دونوں عید یں، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور حج حکمرانوں اور بادشاہوں کے ساتھ ہی ادا کیے جائیں گے اگرچہ وہ نیک، عاد ل اور متقی پرہیز گار نہ بھی ہوں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

وإلى أن تجتمع الدول الإسلامية على ذلك فإني أرى على شعب كل دولة أن يصوم مع دولته ولا ينقسم على نفسه فيصوم بعضهم معها وبعضهم مع غيرها ممن تقد مت في صيامها أو تأخرت لما في ذلك من توسيع دائرة الخلاف في الشعب الواحد كما وقع في بعض الدول العربية منذ بضع سنين.(169)

جب تک کہ تمام اسلامی ممالک کا اس پر اجماع نہ ہو جائے، میرے خیال میں ہر ملک کی عوام کو چاہیئے کہ اپنی مملکت کے ساتھ روزہ رکھیں اور اپنے آپ کو تقسیم نہ کریں کہ کچھ لوگوں کا حکومت کے ساتھ روزہ ہو اور کچھ کا کسی اور کے ساتھ جو روزے میں ان سے مقدم یا مؤخر ہوں کیونکہ اس میں ایک ہی ملک کے عوام کے درمیان اختلاف کا دائرہ کار پھیلانے جیسا ضرر پوشیدہ ہے۔ جیسا کہ کچھ سالوں سے چند عرب ممالک میں ہو رہا ہے۔

(168)قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اهل الاثر ص:133

(169)تمام المنة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شہر والوں نے ذوالحجہ کا چاند دیکھا اور حاکم وقت کے نزدیک ثابت نہ ہو، کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کی نو تاریخ کا روزہ رکھیں جو ظاہر محسوس ہو رہی ہے جماعت (کثیرہ) کے نزدیک اگر چہ وہ حقیقت میں دس ہو؟ تو آپ نے جواب دیا:

"نَعَمْ،يَصُومُونَ التَّاسِعَ فِي الظَّاهِرِ الْمَعْرُوفِ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ وَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ يَكُونُ عَاشِرًا"(170)

ہاں وہ نو کا روزہ رکھیں گے لیکن اس نویں دن کا جو پوری جماعت کے ہاں نو ہو، اور اگر چہ اس شخص کے نزدیک حقیقۃ دس ہی ہو ۔

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل السنہ کے خصائل حمیدہ ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ويرون إقامة الحج والجهاد والجُمع والأعياد مع الأمراء أبرارا كانوا او فجارا"(171)

اہل السنہ یہ نظریہ رکھتے ہیں ،حج ، جہاد ، جمعہ اور عیدین کی انجام دہی اپنے امراء و حکمرانوں کے ساتھ ہی ہوں گی وہ نیک ہوں یا فاجر و گنہگار۔

امام عبد الرزاق الصنعانی اپنی مصنف میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں:

"قال أسماءبن عبيد: أتينا محمدبن سيرين في اليوم الذي يشك فيه فقلنا: كيف نصنع؟فقال لغلامه: " اذهب فانظرأصام الأميرأم لا،قال:

(170)مجموع الفتاوى ج٢٥ص٢٠٢

(171)العقيدة الواسطية لابن تيمية 122مع شرح العلامة خليل الهراس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والأميريومئذعدي بن أرطاة "،فرجع إليه،فقال: وجدته مفطرا قال: «فدعا محمد بغدائه فتغدى فتغدينا معه»[172]

اسماء بن عبید کہتے ہیں: کہ ہم ایک مرتبہ محمد ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گیئے اس دن جس میں شک تھا کہ آج روزہ ہے یا نہیں، تو ہم نے کن سے کہا اب کیا کیا جائے ؟تو ابن سیرین رحمہ للہ نے اپنے غلام کو بھیجا کہ وہ دیکھے کہ جاکر دیکھ لیں امیر نے روزہ رکھا ہوا ہے یا نہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس وقت عدی بن ارطاۃ امیر تھے۔ غلام واپس آیا اور بتایا کہ امیر نے روزہ نہیں رکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے اپنا ناشتہ منگوایا اور ناشتہ کیا تو ان کے ساتھ مل کر ہم نے بھی ناشتہ کیا۔

اور اسی طرح جلیل القدر تابعی پانچ سو صحابہ کرام کے شاگرد عامر بن شراحیل المعروف امام شعبی رحمہ اللہ شک والے دن کے روزے کے متعلق فرماتے ہیں جسے لوگ سرکاری اعلان سے پہلے ہی رمضان کا دن سمجھتے تھے:

"لا تصومن الا مع الامام فانما كانت اول الفرقة فى مثل هذا"[173]

تم ہرگز امام یعنی حکمران کے بغیر روزہ نہ رکھنا، کیونکہ مسلمانوں میں سب سے پہلا اختلاف (پھوٹ) اسی جیسے مسائل میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی عید اور رمضان کے مسئلے سے شروع ہوا جو اپنے حکمرانوں کے ساتھ نہیں مناتے تھے۔ اس وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خوارج کی علامات کے بارے میں فرماتے ہیں:

ويرون الصوم قبل رؤية الهلال والفطرقبل رؤيته---------- ولا يرون للسلطان عليهم طاعة

(172)مصنف عبد الرزاق : 7329

(173)مصنف ابن ابی شیبة : 9505

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(طبقات الحنابلہ 34/1)

وہ چاند دیکھنے سے پہلے ہی روزہ درست سمجھتے تھے اور اسی طرح چاند دیکھنے سے پہلے عید الفطر کرنے کو بھی درست سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ان مسائل میں اپنے اوپر حاکم کی اطاعت کو فرض نہیں سمجھتے تھے

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے میری کتاب (غیر سرکاری رؤیۃ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت) کا مطالعہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب دہم

فرقہ واریت چھوڑ کر اپنی حکومت کے ساتھ متحد ہو جانا ضروری ہے:

فرقہ واریت کی بجائے اپنی ریاست، اپنی افواج اور دیگر اداروں، کے ساتھ متحد ہو کر ایک ہونا ضروری ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا(174)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

«الْزَمُوا هَذِهِ الطَّاعَةَ وَالْجَمَاعَةَ فَإِنَّهُ حَبْلُ اللَّهِ الَّذِي أَمَرَ بِهِ،وَأَنَّ مَا تَكْرَهُونَ فِي الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِمَّا تُحِبُّونَ فِي الْفُرْقَةِ(175)

تم جماعت اور اطاعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہ اللہ کی وہی رسی ہے جسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے، بے شک وہ چیز جسے تم جماعت میں ناپسند کرتے ہو وہ اس سے کئی گنا بہتر ہے جو تم جماعت سے علیحدہ ہو کر کرتے ہو۔

اور ترجمان قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا تقُولُ فِي سُلْطَانٍ عَلَيْنَا يَظْلِمُونَا وَيَشْتِمُونَا وَيَعْتَدُونَ عَلَيْنَا فِي صَدَقَاتِنَا أَلا نَمْنَعُهُمْ ؟ قَالَ: لا، أَعْطِهِمْ

يَا حَنَفِيُّ ---------------ثُمَّ أَخَذَ ذِرَاعَيَّ فَغَمَزَهَا، وَقَالَ:

يَا حَنَفِيُّ: "الْجَمَاعَةَ، الْجَمَاعَةَ، إِنَّمَا هَلَكَتِ الأُمَمُ الْخَالِيَةُ بِتَفَرُّقِهَا، أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: " وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَلا تَفَرَّقُوا (176)

---

(174)آل عمران103

(175)المستدرك على الصحيحين للحاكم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ان حکمرانوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں اور ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہم سے زکاۃ لینے میں زیادتی کرتے ہیں (یعنی اچھا مال لیتا ہے اور زیادہ لیتا ہے) کیا ہم ان کو زکات صدقات دینا نہ روکیں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں، اے حنفی ان کو دے دے........ پھر میرے ہاتھ کو پکڑا اور انہیں دبایا اور فرمایا: اے حنفی جماعت کو لازم پکڑو، جماعت کو لازم پکڑو، بے شک سابقہ امتیں فرقہ واریت کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں، کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا (سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقوں میں مت بٹو)

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے

"من رأى من أميره شيئا يكرهه فليصبر عليه فإنه من فارق الجماعة شبرا فمات إلا مات ميتة جاهلية" (177)

جو شخص اپنے حکمران میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند آئے تو وہ اس پر صبر کرے، اگر وہ اس وجہ سے حکمران کی نگرانی سے ایک بالشت بھی نکل گیا اور اسے موت آگئی تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت نقل کی ہے:

"من كره من أميره شيئا فليصبر فإنه من خرج من السلطان شبرا مات ميتة جاهلية" (178)

---

(176)تفسيرالقرآن العظيم لابن أبي حاتم

(177)[صحيح البخاري] صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (9 / 59)

(178)[صحيح البخاري] صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (9 / 59)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو شخص اپنے حکمران میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند آئے تو وہ اس پر صبر کرے، اگر وہ اس وجہ سے حکمران کی نگرانی سے ایک بالشت بھی نکل گیا اور اسے موت آگئی تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ فائدہ: پچھلی حدیث میں لفظ جماعت کی تشریح اس حدیث میں ہوئی کہ جماعت سے مراد سلطان اور حاکم ہے۔

اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:"

خطبنا عمر بالجابية فقال يا أيها الناس إني قمت فيكم كمقام رسول الله صلى الله عليه و سلم فينا......من أراد بحبوحة الجنة فيلزم الجماعة"(179)

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، اور فرمایا اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسے کھڑا ہوں جیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے درمیان کھڑے ہوتے تھے...... جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ اس کو جنت کے درمیان میں جگہ دے تو وہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے۔

امام اوزاعی تابعی اور حسان بن عطیہ رحمہا اللہ فرماتے تھے:

خَمْسٌ كَانَ عَلَيْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ بِإِحْسَانٍ:"اتِّبَاعُ السُّنَّةِ، وَلُزُومُ الْجَمَاعَةِ، وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّه ،وعمارة المساجد" (180)

(179)[سنن الترمذي2165]

(180)تعظيم قدرالصلاة للمروزى،والتمهيد لابن عبدالبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تابعین عمل کرتے تھے: سنت کی پیروی، لزوم جماعت، تلاوت القرآن، جہاد فی سبیل اللہ، تعمیرات مساجد۔

اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "ثلاث لا یغل علیهن قلب امرئ مسلم: إخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الأمر ولزوم جماعة المسلمين " (181)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو خالص اللہ کیلئے کرنا، اور حکمرانوں کو علیحدگی میں نصیحت کرنا، اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ (یہاں جماعت سے مراد حکومت اور ریاست ہے اور فتنوں سے بچاؤ کے اسباب میں سے ایک سبب لزوم الجماعۃ ہے۔

اور عقلی دلائل بھی یہی کہتے ہیں کہ ریاست کے پاس جو معلومات انٹیلی جنس کی بنیاد پر ہوتی ہیں وہ مخفی نہیں ہے، جب معلومات درست ہو تو فیصلہ بھی درست اسی لیے فتنوں میں اپنی ریاست سے چمٹ جانا ضروری قرار دیا اور اس سے ایک بالشت بھی دور رہنا جاہلیت کی موت کا سبب قرار دیا گیا۔

"من كره من أميره شيئا فليصبر فإنه من خرج من السلطان شبرا مات ميتة جاهلية " (182)

---

(181) (مسندالإمام أحمد: 4/80-82) من حديث جبيربن مطعم

(182)(صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (9 / 59

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو شخص اپنے حکمران میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند آئے تو وہ اس پر صبر کرے، اگر وہ اس وجہ سے حکمران کی نگرانی سے نکل گیا ایک بالشت بھی اور اسے موت آگئی تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اور فتنوں کے دور میں تمام فرقہ واریت کو چھوڑ کر حکمران کے ساتھ لازم رہنے کی تلقین کی ہے۔

"تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ.قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلا إِمَامٌ؟ قَالَ:"فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ" (183)

اور اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے امام ابن جریر طبری کا قول نقل کیا ہے۔

قال الطبري رحمه الله والصواب أن المراد من الخبر لزوم الجماعة الذين في طاعة من اجتمعوا على تأميره فمن نكث بيعته خرج عن الجماعة قال وفي الحديث انه متى لم يكن للناس امام فافترق الناس احزابا فلا يتبع أحدا في الفرقة ويعتزل الجميع ان استطاع ذلك خشية من الوقوع في الشر وعلى ذلك يتنزل ما جاء في سائر الأحاديث وبه يجمع بين ما ظاهره الاختلاف منها،(184)

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ حدیث میں جماعت سے مراد وہ جماعت ہے کہ ایک حاکم کی اطاعت میں لوگ جمع ہوں جس نے اس کی بیعت کو توڑا اور

---

(183)صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري - (4 / 242

(184)فتح الباري - ابن حجر - (13 / 37

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعت سے نکلا، حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ اگر لوگوں کے حاکم نہ ہو اور لوگ گروہوں میں بٹے ہوں، تو ان گروہوں میں سے کسی کے پیچھے نہ جانا، اگر آپ کے بس میں ہو تو ان سب گروہوں سے الگ تھلگ ہونا، اس ڈر سے کہ کہیں شر میں واقع نہ ہو، یہی تشریح مراد ہے ان تمام احادیث کا جو ظاہرا ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتے ہیں، اسی تشریح پر سب احادیث جمع ہوتے ہیں۔

یہاں پر ایک تنبیہ ضروری ہے کہ اس حدیث کی وعید میں وہ جماعتیں شامل نہیں ہے جو اپنی حکومت اور ریاست کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اور حکومت کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ واللہ المستعان۔

خاتمہ

امن اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

لہذا قیام امن کے لیے ایک مطاع حاکم کی ضرورت ہے کہ معروف اور اچھے کاموں میں اسکی اطاعت کی جائے، اور اگر حاکم اللہ کی معصیت پر مجبور کرے تو اس معصیت سے اپنے آپکو بچانا چاہیے اگرچہ جان دینا کیوں نہ پڑے مگر حاکم کی اطاعت سے نہیں نکلنا چاہیے۔ امیر مبیر کی اطاعت سے بھی مت نکلنا حاکم کے خلاف نکلنا شر ہے، مسلمانوں کا خون بہانے کا سبب ہے، حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے کے بہت بدترین نتائج ہوتے ہیں مثلا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلوائیوں کی توجہ اللہ اور عبادات سے ہٹ جاتی ہے، لوگوں کی توجہ علم اور علماء سے ہٹ جاتی ہے، بلوائی بیوقوف اور لا علم اور اللہ کے دین سے نا خبر لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس جوش ہوتا ہے ہوش نہیں ہوتا ہے یہ ایسے لوگوں کو شکار بناتے ہیں،

فتنوں کا بانی ابن سبا یہودی تھا، اور وہ کون تھا؟

عبد اللہ بن سبا جس کی جانب سبائی فتنہ کی نسبت کی جاتی ہے اور یہ غالی قسم کا رافضی تھا یہ یمن کا رہنے والا تھا اور یہودی تھا، پھر اسلام کا اظہار کرنے لگا، اور مسلمان ممالک میں پھرتا رہا، تاکہ ان کو حکمرانوں کی اطاعت سے منحرف کرے اور ان میں شر پھیلائے، اوراس مشن کیلیے عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دمشق آگیا تھا، وہ اپنے حکام کے عیوب کے بارے میں کتابیں لکھتا تھا، کہ تم اپنے حکام کے خلاف طعن و تشنیع سے ابتداء کرو، اور لوگوں کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار کرو، اس کے ساتھ تم لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو، اور پھر ان لوگوں کو ان (حکمرانوں کے خلاف طعن و تشنیع) کا حکم دو... چنانچہ اس نے اپنے داعی بھیجے اور شہروں میں جو فساد پھیلانا چاہتے تھے انکو خطوط لکھے اور خفیہ طور پر انھیں اس چیز کی دعوت دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس فتنے کا بانی رافضی تھا اور آج جتنے بھی خوارج اس دنیا میں موجود ہیں اور مسلم حکمرانوں کے باغی گروہ ہیں ان کی مکمل حمایت اور مدد روافض ہی کرتے ہیں۔

یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ عوام الناس کے معاملات کا کسی ایک کو نگران بنانا دین کی اہم واجبات میں سے ہے، بلکہ دین اور دنیا کا قیام اس کے بغیر ممکن ہی نہیں، کیونکہ لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے معاملات ایک دوسرے کے محتاج ہونے کی وجہ سے صرف اجتماعیت کے ساتھ ہی پورے ہوتے ہیں، اور اجتماعیت کیلئے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے اور اسی لئے کہ اللہ تعالی نے امر بالمعروف ، نہی عن المنکر کو واجب قرار دیاہے اور اس کے لیے قوت اور حکومت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

اسی طرح باقی واجبات کا قیام بھی قوت اور حکمران کے بغیر ممکن نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے حکمران کے بغیر ایک رات گزارنے سے ساٹھ سال ظالم حکمران کی معیت میں رہنا بہتر ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرنے کو اسلام کے قلعے میں سوراخ کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

جب حاکم مفتی کو فتوٰی دینے سے روک دے تو اس کو رک جانا چاہیے، اگر پھر بھی وہ فتوٰی دیتاہے تو وہ گنہگار ٹھہرے گا، اگرچہ حکمران ظالم ہی کیوں نہ ہو،

حکمرانوں کو علیحدگی میں نصیحت کرنی چاہیے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر معاشرے میں مقام ومرتبہ والے لوگ ہوتے ہیں اور ان کے وقار وعزت کا خیال رکھا جاتاہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کیلئے عزت ہوتی ہے سو اسی چیز کا خیال رکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو یہ سبق سکھلایاہے کہ ہمیشہ اپنے علماء، حکام اور دیگر بزرگوں سے اگر کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو ان کو علیحدگی میں نصیحت کی جائے۔ تاکہ ان کیلئے اس نصیحت کو قبول کرنا آسان ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شریعت مطہرہ میں ایک عام آدمی کی غیبت بڑا جرم ہے،اور مسلمانوں کے بڑوں کی غیبت تو اس سے بھی کئی گنا بڑا جرم ہے، کیونکہ حکمرانوں کی غیبت کی وجہ سے ریاست کے اندر افراتفری، بدامنی اور فسادات پھیلتے ہیں۔

حکمرانوں کے ظلم وستم پر صبر کرنا اسلام کے بڑے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے بنیادی عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ ہے کہ حکمران کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو ،اس کے خلاف بغاوت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔اس لئے حکمران جب بھی آپ پر ظلم وستم کریں تو اس پر اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے صبر کریں۔ اور یہی اسلاف کا طریقہ ہے۔

حکمران کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو ،اس کے خلاف سر اٹھانا اور بغاوت کھڑی کرنا اسلام کی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔

ہر ایک ملک اور علاقے کے حکمران کی اطاعت صرف ان کی عوام پر فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت تیس سال رہے گی،اس کے بعد ملوکیت ہو گی،اور یہ بھی فرمایا اگر تم پر حبشی غلام بھی مقرر ہو تو اس کی بھی اطاعت کرو،اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حبشی خلیفہ نہیں بن سکتا،اس کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی اطاعت کرو،اور صحابہ کرام کے دور میں ایک طرف علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی،دوسری طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی،ہر علاقے کے لوگ اپنے حاکم کی اطاعت کرتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

عظیم فریضہ جہاد بھی حکمرانوں کی معیت میں کیا جائے گا

حکمران کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو، جہاد اسی کی نگرانی اور سالاری میں کیا جائے گا۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ ہمیں یہی سبق سکھلاتی ہے۔اور اس پر علمائے امت کا اجماع بھی ہے۔

فرقہ واریت چھوڑکر اپنی حکومت کے ساتھ متحد ہو جانا ضروری ہے:

فرقہ واریت کی بجائے اپنی ریاست، اپنی افواج اور دیگر اداروں، کے ساتھ متحد ہو کر ایک ہونا ضروری ہے

فتنوں سے بچاؤ کے اسباب میں سے ایک سبب لزوم الجماعۃ ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

ابو عمر عبد العزیز النورستانی، خادم الجامعۃ الاثریہ پشاور

24/11/2020